

قصہ نے نظیر

ISLAMIC  
PK2198  
S257  
Q5  
1938



McGill University Library

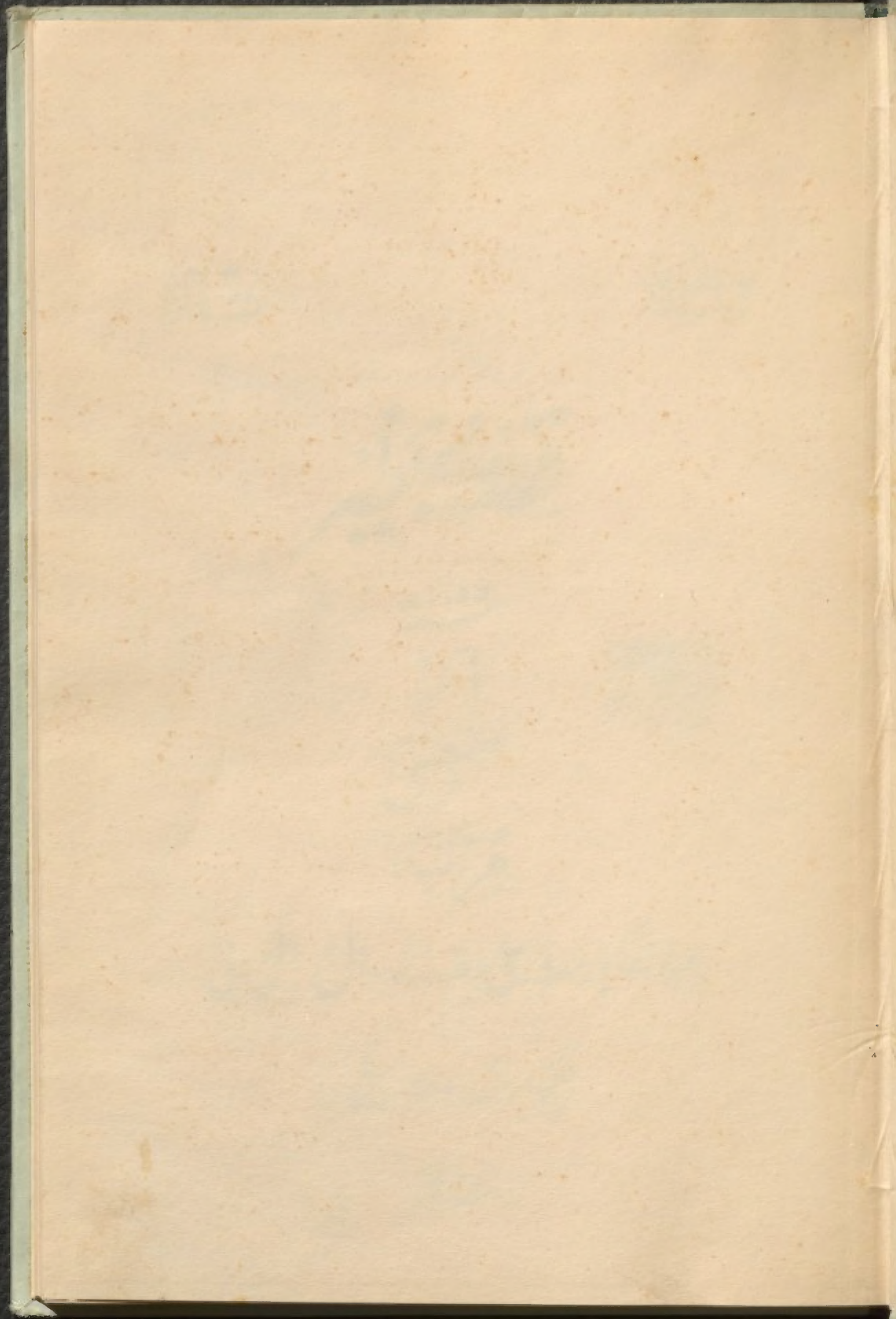


3 102 599 723 Q

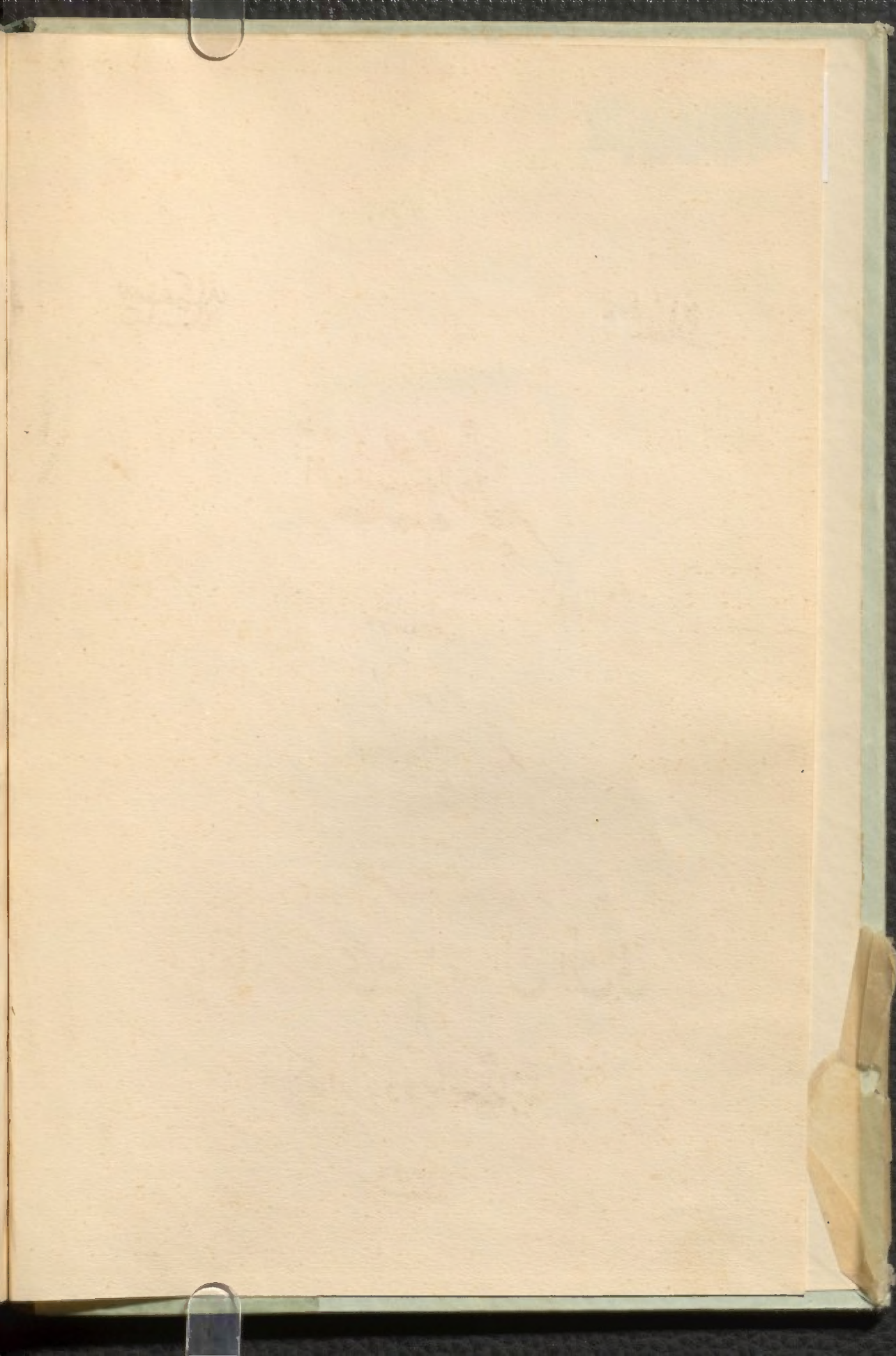


McGill  
University  
Libraries

Islamic Studies Library









San'atī

شماره ۴۲

سلسلہ یوسفیہ

Qissaah be nazir

# قصہ نبطیہ



NAWAB SALAR JUNG BAHADUR

۱۵۵۵ھ

آنر

صنعتی

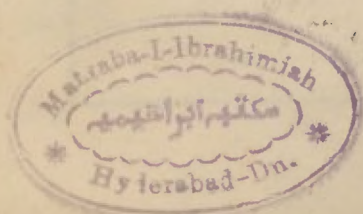
مرتبہ



عبدالقادر سروری ام ای - ال ال بی

پھر ارار دو جامعہ عثمانیہ

۱۳۵۶ھ





ع 1121  
.51979

68909



# محلسِ عتباتِ کونی محظوظات

سرپرست

عالی جناب نواب سار جنگ بہادر

- ( ۱ ) مولوی سید محمد عظیم صاحب ام اے۔ بی۔ ایس۔ بی۔ (کینٹ) پرنسپل سٹی کالج صدر
- ( ۲ ) ڈاکٹر سید محی الدین قادری حنا ام اے۔ پی، ایچ، ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر
- ( ۳ ) مولوی مرزا حسین علی خاں حنا بی اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پروسٹ جامعہ عثمانیہ رکن
- ( ۴ ) مولوی عبد المجید صاحب یقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لیکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن
- ( ۵ ) مولوی عبد القادر سروری حنا ام اے۔ ال ال بی (لیکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) رکن
- ( ۶ ) مولوی سید محمد صاحب ام اے۔ . . . . (لیکچرار اردو سٹی کالج) مستند
- ( ۷ ) مولوی میر سعادت علی صاحب ام اے۔ . . . . بشریک مستند







# پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات متعلق  
ایک عرصہ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ <sup>آری</sup> ولی اورنگ آباد  
جو گیارویں صدی ہجری کے ربعِ آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے  
بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت یادہ جھلک  
پائی جاتی تھی، نکسال باہر قرار دیکر <sup>آری</sup> ولی کے ان شعرا کو، جنہوں نے <sup>آری</sup> ولی کی تقلید میں  
فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔  
لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ <sup>آری</sup> ولی اورنگ آباد  
سے کسی سو برس پہلے اُردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت <sup>بہمنیہ</sup>



کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنی قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلہ خیال کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کر دی، اور انکی شخصی دلچسپی جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکارِ دربار میں کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہو گیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مسلم ہو گئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بنیاد قائم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدامت کے انکار و خیالات اور اسایب بیان سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ



اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گوشتہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، بیوستہ سال سٹی کلچر میں دو صد سالہ جشن یادگار وکی کے موقع پر ”دکن کے مخطوطات“ کی جو نمائش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پائے ایسے ہیں جنکی اشاعت سے نہ صرف اردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی، نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہو گئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندوستانی بنانے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اس کے منظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق میعلوم کر سکیں گے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اردو کی خداداد پر چڑھ کر اردو یا ہندوستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور عالم دوست امیر عالی جناب نواب سلاخ جنگ پاشا مد فیوضہ نے بھی جو جشن یادگار وکی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا اور



اپنے خطبہ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

اُس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام قائم کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبان تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقہ فرمانروایان میں محمد قلی قطشہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعراء ججی، خواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔“

نواب صاحب مدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

”مسترت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کے



شائع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ  
بٹانے تیار ہوں۔

چنانچہ نواب صاحب مغز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی  
رقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی مجلس اشاعت مخطوطات کے نام سے قائم کی گئی  
اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مرحلے طے کئے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنر) (صدر شعبہ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبد المجید صاحب بی اے۔ ال ال بی (لکچر تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۴) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام۔ ال ال بی۔ (لکچر اردو جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔ ال ال بی۔ (لکچر اردو سٹی کالج) مستند

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام۔ ال ال بی۔ (شریک مستند

علمی نقطہ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔

جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام

میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ



صادق آتی ہے کہ ”کوہ کندن و کاہ بر آوردن“۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ انکی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں پر جو ماتحہ بنایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس اہتمام اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد عظیم



# فہرست مملات

صفحات

۱

۱۔ مقدمہ

۲۔ متن ”قصہ بے نظیر“

۱

حمد

۴

نعت

۱۲

منقبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

۱۵

تعریف سخن

۱۹

مدح سلطان محمد عادل شاہ

۲۲

سبب تالیف

۲۵

آغاز داستان



۳۷

مقام اول

۵۳

مقام دوم

۵۹

مقام سوم

۶۵

مقام چهارم

۷۱

مقام پنجم

۷۴

مقام ششم

۷۸

مقام ہفتم

۸۰

مقام ہشتم

۸۵

مقام نهم

۹۲

مقام دہم

۹۵

مقام یازدہم

۱۰۱

مقام دوازدہم

۱۰۳

ضمیمہ - حضرت تبیم الضاری کے دوسرے قصے





سلطان محمد باقر



۳۷

مقام اول

۵۳

مقام دوم

۵۹

مقام سوم

۶۵

مقام چہارم

۷۱

مقام پنجم

۷۳

مقام ششم

۷۸

مقام ہفتم

۸۰

مقام ہشتم

۸۵

مقام نہم

۹۲

مقام دہم

۹۵

مقام یازدہم

۱۰۱

مقام دوازدہم

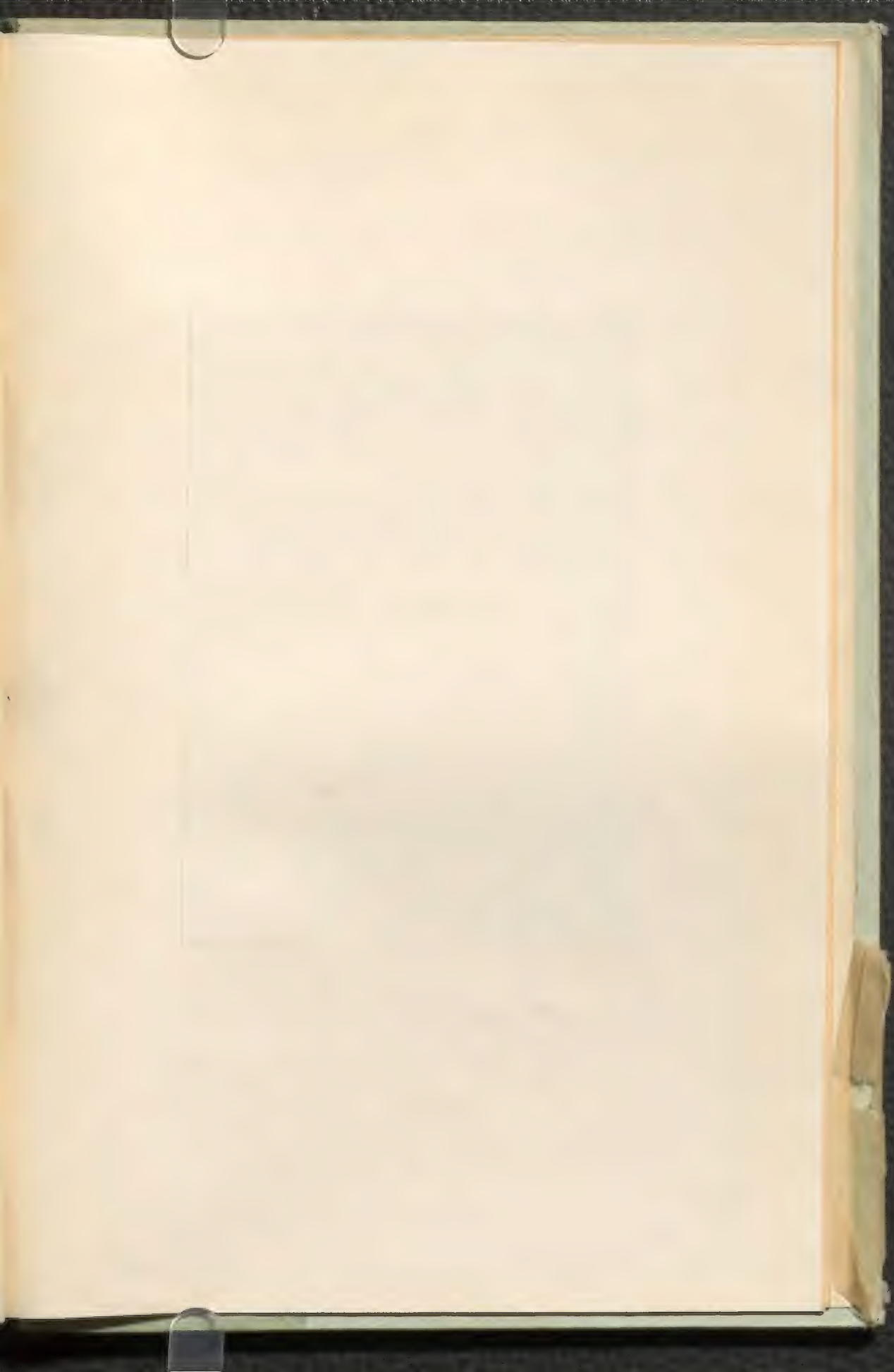
۱۰۳

ضمیمہ - حضرت تیمم انصاری کے دوسرے قصے





سلطان محمد نادر شاه





# مقدمہ

یہ منظوم قصہ، جو عام طور پر ”قصہ نیم انصاری“ کے نام سے موسوم اور مشہور ہے، تین سو سال پہلے کی اردو کا نمونہ ہے۔ اسکی تالیف کیا ہویں صدی کے وسط میں فی تخی اس قصے کا مصنف بیجا پور کا رہنے والا اور عسادل شاہی خاندان کے چھٹے حکمران، محمد عادل شاہ (۱۰۲۷-۱۰۶۷ھ) کا معاصر تھا۔

مصنف کے متعلق، خارجی ذرائع سے کچھ معلومات حاصل نہیں ہوئیں کسی تذکرے میں اس کا حال درج نہیں ہے۔ حالانکہ محمد شاہ کے زمانے میں بیجا پور کی علمی اور ادبی چل چل کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے کافی ذرائع موجود ہیں۔ محمد قاسم قرشتی نے اپنی مشہور تاریخ، محمد کے پیش رو، ابراہیم ثانی (۱۰۲۷-۱۰۶۷ھ) کے عہد میں لکھی تھی غالباً ابراہیم کے زمانے میں، صنعتی بہت کم عمر تھا اور اس کو شہرت حاصل نہیں ہوئی تھی قرشتی فارسی سے انس کے سبب، اس زبان کے شعر کا تذکرہ تو کرتا ہے، لیکن اردو شاعروں کا ذکر

اس نے بہت کم کیا ہے، بجز اس کے کہ وہ، دربار میں خاص اہمیت رکھتے ہوں۔ ابراہیم کے حالات میں، اس نے، اسکے لڑکے علاء الدہ کی ولادت کے جشن کے سلسلے میں اکثر شعرا کا ذکر کیا ہے۔ اگر صنعتی کی شہرت ہوتی، تو اس کا بھی ذکر کرتا۔

تاریخ فرشتہ کے علاوہ، اس عہد کے علمی اور ادبی اذکار کا دوسرا تفصیلی ناخذ "تاریخ بیجا پور"، "بساتین السلطین" ہے۔ محمد کے بیان میں بساتین کے مصنف نے ایک ذیلی سرخی (ویریان بعضے شاعر کہ دران زمان بودند) کے تحت، سب سے پہلے، ایک شعر کا ذکر کیا ہے، جس کا نام وہ، ابراہیم خاں اور تخلص، صبحی بتلاتا ہے۔ اس شاعر کا ذکر مصنف نہایت ادب اور احترام کے ساتھ کرتا ہے۔ ظہور ابن ظہوری کے حوالے سے وہ بیان کرتا ہے کہ محمد شاہ نے ابن ظہوری سے اشتہ میں حالات دکن پر ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کی تھی اس میں وہ ابن ظہوری کی عبارت نقل کرتا ہے۔

"تمام احوالات پادشاہان راکہ در تاریخ مسطور بود، و احوال سعادت مال و فتوحات

برکات آیات پادشاہ جمہاد، سلطان خاقان ابن خاقان، سلطان محمد اودام شاہ

ضلالہ علی مفارق البرات، نیچہ خود شاہد نمود، و نیچہ از ثقات صادق القول

مسموع داشتہ بر صفا یا مہمتہ فرجام نکاشتم۔ اول کسے کہ از جلسیان جنور اعلیٰ

بتحقیق ابن مقدمہ پرداخت، ابراہیم خان صبحی است۔ کہ مجموعہ علم عقلی فرہم آورد،



تقل متقالات ادہست و مفدمات جمع علوم در اشارہ معلوم نمود ان یک نفس گوشت  
براققا و اودون است۔ در و بقیابی و کتہ دانی، موبجہ است کہ از قلم تفکرش  
بر خاستہ و از تازیکی بیانش موسن سیرب با آراستگی زبان خود آراستہ و بر قلم  
سخن سنجیش شعر فہمان سخن رس تا ماصرع نفس موزوں از سینہ سر بر زند دم زدن  
خیال محال است اندازہ بندش کندے است کہ بر نگاہ گروں پیچیدہ و  
فکر فلک پیوندش صمد بندایت کہ سر گرم شکار ملک و ملک گرویدہ و وقصیدہ و  
غزل، مثنوی پیچیدہ و معانی رنگین بر خستہ چندان سربستہ کہ از پرتجسین آن،  
زبان حرف گیران چون رنگ روئے نشان در ہم شکستہ۔ فیسان فکرش از ہر جن  
اسرار ہزاراں در بر روئے کار آوردہ و پیک فرخندہ پے خیالش بہ نہان خانہ  
معرفت پروردگار پے بردہ۔ نظم۔

ز ہنر مکتہ پرداز عالی مکان کہ پیر در کہ فکرش قدر و نشان

در آید صنف گشتہ ہر صبح و شام مضامین بایاب بہر سلام

بہ بیدار معنی چو ناز و سمند سہرا بل دعوے کند در کند

چو دریا بے طبعش شود موج زن زند جوش گوہر زمین و زم

اب تین اساطین مطبوعہ مطبعہ تیدی جید آباد و کن صفحہ (۳۳۳-۳۳۴)

پہلے تو اس کتاب میں طباعت کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ دو سہرے  
 اس کے اکثر کو اس کی صحت کے متعلق شبہات ہیں۔ صبعی اور صنعتی میں جو مشابہت ہے وہ  
 ظاہر ہے۔ ممکن ہے کہ اسی تشخیص خطی نے صنعتی کو صبعی بنا دیا ہو۔ بہر حال، اس وقت سوائے  
 قیاس کے، ان دونوں کو ایک سمجھنے کی ہمارے پاس کافی دلائل موجود نہیں ہیں۔  
 اس میں شک نہیں کہ صنعتی نے قن کتاب میں کہیں اپنے حالات کے متعلق کچھ نہیں لکھا  
 تاہم اس کے بعض بیانات سے اس کے زمانے اور قصے کے نہ تصنیف کے متعلق معلومات حاصل  
 ہو جاتی ہیں۔ قصے کی اندرونی شہادتوں سے اس کے خیالات مذہب اور عقاید پر بھی کچھ روشنی  
 پڑتی ہے۔

محمد عادل شاہ کی مدح میں اس نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس میں وہ اس کی  
 مایا پروری، عدل گستری اور علم و ہنر کی سرپرستی کا ایسا واضح طور پر ذکر کرتا ہے کہ اس میں  
 کوئی بات مبہم باقی نہیں رہ جاتی مثلاً وہ لکھتا ہے۔

مبارک ہے وہ چھاڑ چھاڑ تل      خلق آئیں آسودگی کے بدل  
 اول ان کون لیا، چھاڑ میں بھر      بڑا پاک بیویاں سن سننے نصیب  
 میسما بگت میں وہی آج ہے      کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے  
 اچھو چھاڑ سہر سہرا سا درام      کہ جس جاک میں ہے فیض سن تے تمام



اچھو کیون نہ وہ جھاڑیوں باؤار      کہ ہے جس سوں آرام سینسار کار  
 کہ ہے جگمگ پودہ سایہ کردگار      اچھا ہے پوچھانوں پروردگار  
 محمدؐ شہ داد گردین پیناہ      کہ ہر دم محمدؐ جسے دست گاہ  
 براہیم کے بعد از ہوا نام دار      جگت میں محمدؐ منہ کا مگر  
 وکھن کانوں ہے خسر و تاج دار      ختمہ ماجداران اتے باج دار

شریعت منے عالم آرا ہے تو      سو پیارے محمدؐ کا پیارا ہے تو  
 بخش خلق کوں آب گل کے نگر      بیا خلق کے پل میں دل کے نگر

کیا پایہ عدل کوں استوار      بیا دین ایمان سبجے تے قرار  
 ترمی بخشش و فضل کا بامبار      جگت کے یکیش جن بوستان  
 اگر ابر بر سائے باران تر      ترا ہات بر سائے لعل و گہر

خلائق کے دل اسے شہ کا مگر      سبجہ احسان کے وام کے ہیں شکار

سخن پر وراں کا توں پرکھن      رتن پارکھی، جیون پرکھتا رتن  
 ترمی قدر دانی سوں اشتهار      ہنر کا خزاں جا کو آیا بہار  
 سبب تالیف کے طور پر جو ایات لکھی ہیں، اس میں وہ بتلاتا ہے کہ ایک مبارک  
 رات، جب میں محو فکر تھا، اور دل میں خیالات کے دریا امنڈ رہے تھے، مجھ پر ایسی ہلکتی  
 طاری تھی گو یہ معلوم ہوتا کہ معافی کے دروازے مجھ پر کھل گئے ہیں۔ سوچ یہ تھی کہ تیری  
 کس کو حاصل ہے؟ دل نے کہا کہ دنیا میں کوئی شخص ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔  
 صرف وہ شخص زندہ رہ سکتا ہے جس نے کوئی اچھی یاد کا چھوڑی ہو۔ نام باقی رہنا بڑی  
 چیز ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ سخن ہے، جو ایک اچھے فرزند سے بھی زیادہ قیمتی  
 شئی ہے۔ جس شخص سے کوئی یاد کا رہتی نہ رہے، اس کا جینا اور نہ جینا، دونوں یکساں  
 یہ خیال آئے ہی میں سوچنے لگا کہ کیا لکھوں؟ کسی من موہن کی حکایت بیان  
 کروں یا کسی گلبدن کا قصہ شروع کروں؟ اسی سوچ میں تھا کہ ابھم نے کہا کہ جو میں  
 کہتا ہوں اسے نظم کرو۔ یہ دلو اور پریوں کی حکایت نہیں بلکہ پیارے نبی کی روایت ہے۔  
 حضرت تبسم انصاری پر جو حادثات گزرے، ان کو بیان کرو۔ اسی لئے یہی قصہ اختیار  
 کیا۔ آگے وہ لکھتا ہے۔

”ا سے فارسی بولنا ذوق تھا      ولے تئی عزیزاں کو لٹ فون تھا



کہ دکنی زبان سوں اسے بولنا جو سپی تے موتی نمں رولنا  
قصے کی زبان کے متعلق وہ بیان کرتا ہے کہ ”جو زبان میں نے اختیار کی ہے  
اس میں سنسکرت کے الفاظ کم ہیں۔ اس سے قصے کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

”رکھیا کم سنسکرت کے اس میں بل ادک بولنے تے رکھیا ہوں مول  
جسے فارسی کا نہ کچھ گیان ہے سو دکنی زبان اس کو آسان ہے  
سو اس میں سنسکرت کا ہے مراد کیا اس تے آسانی کا سہاو  
کیا اس تے دکنی میں آسان کر جو ظاہر ہیں اس میں کئی کئی ہنر  
آٹھا اگرچہ قصے میں اس اختلاف صحیح کر کو بولیا ہوں میں بے خلاف  
دیاس رسالے کوں میں سعی کر سو ترتیب پارامقامات پر

سنہ تصنیف ذیل کی میت سے ظاہر ہے۔

ہزار یکا ہ پرنال نچاہ و پنج ہوتے تب ہوا پر جواہر گونج

ان ابیات میں غالباً قصے کا عنوان بھی بتا دیا ہے۔

یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر جو پاکاں کہے میں جسے بے نظیر

قلم اب تو ایے قصہ بے نظیر تنہا بی سوں لک مختصر دل پذیر

نہ کو نہ مطلوب نہ نزدیک دور کہ اوسط کو بولے میں خیر الامور  
 پوری ثنوی، بار مقامات کے علاوہ کئی تمہیدی ابواب پر مشتمل ہے۔ اکثر  
 ثنویوں کی طرح اس کی ابتدا بھی حمد سے ہوتی ہے جو کافی طویل ہے۔ حمد کے (۹۰)  
 شعرا کے بعینہ شروع ہوتی ہے۔ جو (۷۶) اشعار پر حاوی ہے نعت کے بعد  
 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مقبت میں (۴۹) شعر لکھے ہیں۔ ان کے بعد ”سخن“  
 یعنی شعر کی تعریف میں (۵۰) اشعار اور پھر محمد عادل شاہ کی مدح میں (۵۷)  
 اشعار ہیں۔ مدح کے جتنے جتنے اشعار اور نقل کئے گئے ہیں۔ آغاز داستان  
 سے پہلے سبب تالیف سے متعلق (۳۶) اشعار ہیں اصل قصہ چار سو اشعار کے بعد  
 سے شروع ہوتا ہے۔

شعر کی تعریف میں جو آیات لکھی گئی ہیں، ان سے شاعر کے ذاتی خیالات کا  
 بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے۔ ”شعر“ کے لئے صنعتی نے ”سخن“ ایہام کے طور پر  
 استعمال کیا ہے اور اس سے متصوفا نہ مطلب بھی نکالے ہیں۔ ذیل کے اشعار جو خاص  
 شاعری پر صادق آتے ہیں، پڑھنے کے قابل ہیں سخن کی وسعت کے متعلق وہ کہتا ہے  
 ”جو کچھ ہے شہادت میں ہو غیب میں سخن کے سنا ہے عجیب میں

جہاں کا لبہ صو سخن جیو ہے سخن جیو ہو جیو میں جیو ہے“



آگے وہ بتاتا ہے کہ ہر شخص شعر سر انجام نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے لئے  
فطری لگاؤ چاہئے۔

”نہ ہر کوئی سخن کا سنوار ہے نہ ہر قطرہ لولوئے شہوار ہے  
نہ ہر نافہ خوش باس نافہ کرے نہ ہر بیت گریس میں غبر و صحرے

کہاں ہو گوون لئے شعر سلیم کرے کاٹ کاں ارہ برگ نیم  
اس طرح شعر فہمی کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ ہر شخص شعری نزاکتوں کو نہیں سمجھ  
سکتا۔ اس کیلئے فطری ملکہ درکار ہوتا ہے اور اس کو وہ سخن سنجی پر بھی ترجیح دیتا ہے۔

”سخن میں کا بھی کوئی کا لڑن سخن وال سمجھتے ہیں قدر سخن  
زیادہ ہے نزدیک ال قیاس سخن بولنے سے سخن کا قیاس  
سمجھتے اگر سب سخن کا قرار تو ہرگز نہ رہتا سخن کا وقار

نہ گوہر کو بوجھ بجز گوہری نہ جوہر کوں سمجھے بجز جوہری  
اس موقع پر محمد شاہ کے شعری ذوق کی تعریف اس طرح کرتا ہے  
مکمل ہے اس دور میں یورین کہ ہے دور یو، دور شاہ سخن  
”وہ اس کہ کوں عجب بُت اب شہنشاہ کے طبع کا آفتاب

سدا فہم جس کی کیا بندگی      سخن جس سخن تے لیا زندگی  
جس اس کا سخن دل کو لاشاؤ      سخن شہر میں، شہر سا وہ ہے  
ہوا خاتم الحق سخن شاہ پر      سخن کی صفت بیان توں ختم کر

قصہ کا اسلوب بیان نہایت سادہ سدھا ہے۔ یہ ایک ہماتی طرز کا قصہ ہے۔ جسکی مرکزی شخصیت حضرت نسیم انصاری ہیں۔ ”ہر مقام“ کو ایک نئی مہم کی داستان ہے۔ ”مقام“ کا استعمال فصل، باب یا بیان کی جگہ اس لئے کیا گیا ہے کہ ہمیں تصوف کی اصطلاح کا ثابہ موجود ہے۔

قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر، ایک روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد، وعظ کہنے اور شرع کے مسائل سمجھانے فیر پر تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور سلام کر کے اپنا احوال بیان کرنے لگی کہ ”میرا شوہر چار سال سے غائب ہے۔ اسکی بھی خبر نہیں کہ وہ جیسا ہے یا مگر کیا۔ میرے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ خالی پیٹ عبادت کیسے ہو سکتی ہے۔ اجازت ہو تو دوسرا عقد کر لوں۔“ یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ ”تین سال اور صبر سے کام لے۔ اس کے بعد میں تجھے اجازت دوں گا۔“ اس کو تین سال کا آؤ وقفہ بھی دیا گیا۔

تین سال کے بعد وہ عورت پھر حاضر ہوئی اور کہنے لگی۔ ”خرچ سب ختم



ہو گیا۔ اب کیا حکم ہوتا ہے؟ اس پر آپ نے اسے مزید چار مہینے کا خرچ عطا کیا اور اتنا عرصہ اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ چار مہینے کے ختم پر، وہ پھرائی۔ اب حضرت عمر نے اسے عقد کرنے کی اجازت دی جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے؟ ایک نوجوان اس کے لئے تیار ہو گیا اور آپ نے ان دونوں کا عقد کر دیا۔

دونوں تمیم انصاری گھر گئے۔ اتفاق سے یہ جمعہ کی رات تھی۔ دونوں نے رات عبادت میں بسر کرنے کا ارادہ کیا جب وہ عورت وضو کرنے کے لئے آگن میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک شخص جن کی طرح اس کے سامنے آکر گھڑا ہو گیا۔ اس کے تن پر "پاک پوشاک" کے سوا کچھ نہ تھا، اور جسم ضعیف سے بال کی طرح تپلا پڑ گیا تھا۔ ناخن بنے اور جسم گرم و آلود تھا۔ ایسی بکر لگئی تھی کہ اہل بھی دیکھ کر اس کو پہچان نہ سکے۔ عورت نے ڈر کر لا حول پڑھی۔ اور پوچھا "تو کون ہے، یہاں کس لئے آیا ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "یہ گھر میرا ہے اور میرا نام تمیم انصاری ہے۔ میری یہ نشانیاں ہیں اور میری بیوی کا نام یہ ہے۔" عورت نے کہا "مجھے شبہ ہوتا ہے جنات بھی ایسی باتیں بتلا سکتے ہیں۔" مجھ میں انسان کی کچھ نشانیاں نہیں۔ تمیم انصاری کو غائب ہوئے سات سال چار مہینے ہو گئے۔ نہ معلوم جینا ہے یا مر گیا۔ اس نے کہا "میں ہی

تسمیہ انصاری ہوں۔“

یہ رد و قدح سن کر، نوجوان بھی باہر نکلا۔ محلہ کے کچھ لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے اور سب نے مل کر اس کو سمجھایا کہ ”یہ آدمی رات کو کیا اودھم ہے۔ تجھے حضرت عمر کی سیارت معلوم نہیں، جو اس طرح کا دعویٰ کرتا ہے۔“ لیکن جب وہ نہ گیا تو سب نے مل کر یہ تصفیہ کیا کہ رات بھر کے لئے وہ وہاں رہے، صبح کو حضرت عمر کے پاس اس کا تصفیہ ہو۔

رات چوں توں گزری، صبح حضرت عمر کی خدمت میں پہنچے۔ اور رات کا ماجرا بیان کیا۔ حضرت علی بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا ”دست ہے۔ بتی نے اس کی بشارت دی تھی۔“

یہ سن کر حضرت عمر نے، تسمیہ انصاری کو تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا۔ اور فرمایا۔ ”تم پر جو قصہ گزرا ہے۔ اس کو ابتدا سے بیان کرو۔“

تسمیہ انصاری نے اپنا قصہ اس طرح شروع کیا کہ ”اے جانشین شہ کا مینا! ایک رات مجھے ان غسل کی حاجت ہوئی۔ میں نے اپنی عورت سے غسل کیلئے پانی گرم کرنے کو کہا۔ اس نے کہا ”پانی کے لئے اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو۔ ابھی گرم کرتی ہوں یہاں سے تم کو کوئی دیوا اٹھا کر ہمیں لے جائیگا۔“ ایسے میں سچ مح ایک نہیب دیوا



اور مجھے اٹھا کر لے گیا اتنی بلند ہی پر کہ زمیں میری نظر میں اندھیری معلوم ہونے لگی۔  
 اور کرہ ناروہاں سے قریب نظر آتا تھا۔ یہاں سے اس نے مجھے زمین کے پانچویں  
 طبق پر پھینک دیا۔ اس صدمہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے  
 اپنے آپ کو دیو، جن اوٹھیطانوں میں پایا۔ ان کی صورتیں طرح طرح کی تھیں۔  
 کسی کی اونٹ کی منی شکل تھی، کسی کے فیل کے سے دانٹ ایک ریچھ نظر آتا تھا تو دوسرا  
 بندر۔ غرض میں انکے درمیاں بیٹھا تھا کہ ایک غبار اٹھا۔ میں نے نظر اٹھا کر  
 دیکھا، تو ہوا پر، پریوں کا ایک لشکر نظر آیا۔ پریوں کی صفیں ہو ا پر اس طرح چل  
 رہی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا دیر پا پر موجیں حرکت کر رہی ہیں۔ یہ سب مسلح تھیں۔ ایک  
 پری، جوان کی سردار تھی، میری طرف بڑھی، اور مجھے تامل کر مخاطب کیا اور  
 کہنے لگی: ”تم کچھ غم نہ کھاؤ۔ آرام سے رہو۔ جلد اپنے گھر اور لوگوں میں پہنچ جاؤ گے۔“  
 اتنے میں ہنگامہ پر پا ہوا۔ دیو اور پریوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ دیو پریوں پر گرنے لگے  
 اور پریاں دیوؤں کو مارنے لگیں۔ بڑا کھسان کارن پڑا جب جنگ کے بادل چھٹنے  
 لگے تو نظر آیا کہ پریوں نے، دیوؤں کو مار بھگا دیا ہے۔

جنگ سے فراغت پا کر پری پری، میری طرف متوجہ ہوئی۔ اور مجھے ایک  
 ہوا کے گھوڑے پر سوار کر کے، پریوں کو حکم دیا کہ: ”انھیں سنبھال کر میرے گھر لے جاؤ۔“

وہ پیریاں مجھے وہاں سے لے کر اڑیں اور چند روز کے بعد، سردار پری کے گھر پہنچا، جو دوسرے طبق پر تھا۔ پری نے مجھے احترام سے آواز اور پوچھا، ”اے نیک مرد کیا رسول خدا جہاں میں حیات ہیں؟“ میں نے کہا، ”آپ رحمت حق ہو چکے۔“ اس پر اس نے ایک آہ کھینچی اور رونے لگی۔ تن پر کا تمام زیور نوچ کر پھینک دیا۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو مجھ سے کہنے لگی، ”ایک بات پوچھتی ہوں۔ سچ بتاؤ۔ تم نے ان آنکھوں سے وہ پاک ذات دیکھی ہے؟“ میں نے کہا ہاں۔ اس ذات والا صفات کو دیکھ چکا ہوں۔“ یہ سنتے ہی اس نے، میری آنکھوں کو بوسہ دیا۔ اور گھر کے اندر عزت سے لے گئی۔ اپنے فرزند کو بلایا اور میرے حوالے کر کے یہ شہر طکی میں اس کو قرآن پڑھاؤں اور وہ مجھے اپنے گھر پہنچا دے گی۔“

جب میں نے قرآن ختم کر دیا۔ تو اس نے جشن خسروی کا حکم دیا۔ بڑے ٹھٹھاٹ کا جلسہ منایا گیا۔ ان دلچسپیوں کے باوجود، مجھے گھر کی لو لگی ہوئی تھی۔ ایک روز خواب میں میں نے اپنے آپ کو دینہ میں دیکھا، خواب سے جب جاگتا تو میں زار زار روتا تھا میرے رونے کو دیکھ کر، پری نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا ہم ایک نہایت تاریک مقام پر پہنچے، جہاں کئی میل بیکر دیو زنجیروں میں جکڑے پڑے تھے۔ ان میں سے ایک کو اس نے منتخب کیا اور مجھے گھر پہنچانے



کی شہر پر اسے رہائی دینے کا وعدہ کیا۔ جب وہ تیار ہو گیا تو اس نے مجھے ایک عا سکھائی اور نصرت کیا۔

جس دیو پر میں سوار ہو کر جا رہا تھا، وہ نہایت دلینت تھا، جاتے ہوئے وہ آسمان کے قریب فرشتوں کا بھید لینے ٹھہرا، فرشتوں نے آگ کا ایک گز اس کی طرف پھینکا جس سے وہ جل کر مر گیا اور میں زمیں پر گر اور بے ہوش ہو گیا، لیکن پرپی کی دعا کی برکت سے صبح و سالم رہا۔

(۲)

جب مجھے ہوش آیا تو اپنے آپ کو ایک ایسے بیابان میں پایا جہاں کسی جاندار کا نام و نشان نہیں تھا۔ میں بے حد پریشان تھا کہ اتنے میں ایک خوبصورت مرغ ہوا پر نظر آیا۔ اس نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا: ”تو کچھ غم نہ کھا، آخر کار تو گھر کو پہنچے گا۔“ مجھے اس کی گفتگو سن کر حیرت ہوئی میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہماری طرح بات چیت کس طرح کر سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ”مجھے اسحاق علیہ سلام کی دعا ہے۔ اس وشت کے بھولے بھٹکے اور بھوکے پیاسے مسافروں کو کھلا پرا کر گھر کا راستہ بتلاتا ہوں۔“ لیکر وہ مجھے لیکر لڑا اور ایک پہاڑ پر لاکر اتارا۔ یہاں ایک باغ تھا اس پرند نے مجھے اس کا ایک پھل توڑ کر کھلایا۔ اور کہا کہ ”اب تجھے چالیس دن تک بھوک نہیں لگے گی۔“

قبیلہ کی سمت روانہ ہو جا۔ یہ کہہ کر مرغ اڑ گیا۔ اور میں کچھ دیر تماشے کے لئے بٹھیر گیا۔ رات آگئی تھی درختوں کو دیکھا تو ان کے پتے چراغوں کی طرح روشن ہو گئے تھے، پروردگار کی اس صنت کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے آدمی کی سی آواز کاں میں آئی۔ لیکن آدمی زاد کا وہاں پتہ نہیں تھا۔ یہ آواز پتوں سے نکل رہی تھی۔ صبح کو میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔

— ( ۳ ) —

کئی دن کے بعد میرا گزرا ایک بھیا نک صحرا میں ہوا، جہاں سایہ دار درخت کا نام نشان نہیں تھا۔ ہر طرف بول ہی بول تھے۔ اتنے میں غول بیابانی پر نظر پڑی۔ ان میں سے ایک حسین چیل میری طرف آئی اور کہنے لگی۔ ”افسوس تو کیوں اس دشت بے آب میں آیا۔ میرے سات چل تو پانی پلاتی ہوں۔“ میں اس کے ساتھ ہو گیا تھوڑی دور جا کر وہ ایک رکاسنی کے جون میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے ڈر سے میں بھاگنے لگا اور وہ میرے پیچھے ڈور نے لگی۔ پیر پر می دعا مجھے یاد آئی جس کے اثر سے وہ بلا میں غائب ہو گئیں۔

میں آگے بڑھا۔ لیکن پیاس سے ناتوان ہو گیا تھا۔ ایسے میں دور کو نشان میں ایک مرغزار نظر آیا۔ میں اس طرف چلا۔ یہ ایک دلکش باغ تھا۔ جہاں پانی کے



چشمہ بہ رہے تھے۔ میں نے کچھ پین توڑ کر کھائے اور پانی پیا۔ جب سکت آئی تو پھر روانہ ہو گیا۔

تھوڑی دور گیا ہوں گا کہ سامنے ایک پہاڑ سا غلطان دکھائی دیا۔ میرے حواس ٹھکانے نہ رہے۔ لیکن اس غلطان پہاڑ نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا: ”تو مجھے پہاڑ تعجب نہ کھا۔ قرآن میں جس ممانبت الارض کا ذکر آیا ہے، وہ میں ہی ہوں۔ قیامت کے روز پروردگار مجھے اصلی صورت عطا کر کے، مومن اور کافر میں فرق کرنے کا حکم دے گا۔ میں نہیں علیحدہ علیحدہ کروں گا۔ سارے شقی جہنم کو اور منتقی جنت کو جائینگے۔ مجھے حق تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے۔“

اس کی گفتگو سن کر میں نے اس سے گھر کا راستہ دریافت کیا۔ اس نے قبلے کی طرف جانے کو کہا۔ اور میں وہاں سے قبلے کی طرف روانہ ہوا۔

— (۴) —

کئی روز کے بعد ایک پہاڑ میری نظر سے بڑا۔ جس پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ میں خوشی خوشی پہاڑ پر گیا کہ کوئی ٹل جائیگا۔ وہاں ایک عابد کو عبارت میں مصروف پایا۔ اس کے پاس جا کر میں نے سلام کیا۔ جواب سلام دیا اور کہا: ”تو خشکی سے کس طرح یہاں آسکا۔ اور نہ تو ہمارا کبھی گزر نہیں ہو سکا آدمی یہاں اس وقت نظر

آئے ہیں، جب دریا میں جہاز آتا ہے۔“ میں نے پوچھا کہ آپ کو غذا کس طرح ملتی ہے؟“ جواب میں اس نے ایک غار کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک نفیس باغ نظر آیا۔ اس باغ سے میوے توڑ کر میں نے کھائے اور پانی پی کر، مرد عابد کے پاس واپس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تو یہاں قیام کر ہر دوسرے کے بعد ایک جہاز یہاں آتا ہے۔ اب اس کے آنے کا وقت ہے میں اس جہاز میں تجھے روانہ کر دوں گا۔“

اُدھر آسمان پر نیا چاند نمودار ہوا اُدھر کشتی آتی دکھائی دی کشتی کے لوگ جب پیر مرد سے ملنے آئے تو اس نے میری سفارش کی کہ جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ اور خشکی پر پہنچا دیں۔ وہ رضی ہو گئے اور میں ان کے ساتھ کشتی میں اُہو کر روانہ ہوا۔ ہم مشکل سے تھوڑی دور گئے ہوئے ایک پہاڑ نظر آیا۔ اس کو دیکھ کر کشتی والے سر پیٹنے لگے کہ اب کشتی اس سے ٹکرا کر ٹوٹ جائیگی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ایک طوفان اٹھا۔ اور کشتی اس پہاڑ سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ میرے ساتھی پر اکندہ ہو گئے۔ لیکن حیات باقی تھی۔ میں ایک تختے پر بہتا چلا گیا۔ بادِ شمال نے اس تختے کو کنارے لاکر رکھا۔ سردی سے میرا حال خراب ہو گیا تھا۔ جب سورج کی گرمی سے حالت کچھ سدھری تو میں اٹھا اور آہستہ آہستہ منزل کی راہ لی۔



( ۵ )

ایک روز، رات کو دور پر مجھے اجالا دکھلائی دیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دھنکروں کی جماعت ہوگی، جس نے سردی دور کرنے کیلئے آگ روشن کی ہے۔ نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ یہ روشنی ہیروں کی کان سے نکل رہی ہے۔ ہیروں کو دیکھ کر مجھ پر لالچ کا غلبہ ہوا۔ اور میں نے چند ہیروں کو اٹھائے، لیکن پھر خیال آیا کہ میں جو اس بے آب و گیاہ دشت میں بیٹھا ہوا ہوں، ہیروں کو لے کر کیا کروں گا۔ جواہر پھینک دئے۔ اتنے میں ایک بڑا اثر دھا، نکلا، جس کے منہ میں دوزخ کی طرح آگ روشن تھی۔ اس کی پھنکار کے اثر سے دور دوزخ کا کچی اور سوکھی ہر چیز جل جلتی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف دوڑا۔ میدان ایسا چٹیل تھا کہ کہیں چھینے کی جگہ بھی نہیں تھی۔ میں بید کی طرح لرزے لگا۔ اسکی دشت سے پاؤں، چلنے سے عاجز ہو گئے تھے۔ پری سے جو دعا کی تھی، وہ پڑھنے لگا۔ اس کے اثر سے اثر دھا تھا۔ ہوا۔ لیکن مارے ڈر کے میں چاروں اور چار رات بیا پے چلتا رہا۔ نہ کھانے کو کھانا تھا اور نہ پینے کو پانی۔ آخر رنج و غم میں ایک دشت کے نیچے بیٹھ گیا، اور خودکشی کی ٹھان لی۔

( ۶ )

خودکشی کے خیال سے میں رسی اور پتھر ڈھونڈ رہا تھا کہ ایک خوب رو جوان

وہاں پیدا ہوا۔ اور میرے پاس آکر، میرا نام لے کر سلام کیا۔ اور کہا۔ ”اے نیک نام،  
 تو کچھ غم نہ کھا۔ مرنے کا قصد نہ کر، تو جلد سلامتی کے ساتھ گھر پہنچ جائیگا۔ تیرا گھر  
 یہاں۔ یہ نزدیک ہے، میں نے کہا۔“ اے جوان تجھ پر رحمت ہو۔ تیرے دلا سے  
 نے مجھے جانتا، تازہ بخشی۔ ورنہ میرا حال برا ہوتا تھا۔“ یہ سنا اس نے کہا۔ ”اب تو موت  
 تجھ سے ملے گی۔ میری ایک شرط پوری کر، تجھے گھر پہنچا دوں گا۔ تجھے ایک  
 ملک کا پادشاہ بنا دوں گا۔“ میں نے جواب دیا۔ ”تو کہے میں کرتے آما وہ ہوں۔“ اس نے  
 مجھے کھانا کھلایا۔ پھر ایک رسی دی اور کہا۔ ”اس کو جتن سے رکھ۔ جب مجھے کوئی بُرا  
 پہنچے، اس رسی کو میرے جسم پر پھیرا۔ مجھے ایک بڑا کام کرنا ہے۔ جب وہ کام ختم  
 ہو جائیگا، میرا کام میں کر دوں گا۔“ اس کے بعد وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر ایک پزند میں  
 تبدیل ہو گیا۔ اور مجھے لیکر اڑا۔

( ۷ )

دور در بزم ہم دریا میں ایک جزیرے پر پہنچے۔ یہاں ایک محل تھا۔ جس کے در کے  
 قفل پر دو کلیدیں لکھے ہوئے تھے۔ ایک محمد پر ایمان کا، دوسرے حضرت سلیمان کا۔ وہ  
 نوجوان اپنی اصلی شکل پر آگیا۔ اور قفل پر اپنی رسی پھرائی۔ قفل فوراً کھل گیا۔ اور وہ مجھے  
 لے کر اندر داخل ہوا۔ اس محل کے اندر اور کو محل تھے۔ ہر محل کی گہنائی ہزاروں دیو،



شیطان سانپ اور بچھو کر رہے تھے۔ ہم کو دیکھتے ہی وہ ہماری طرف دلیکے۔  
ہم نے سہی ان کی طرف پھینکی۔ جس سے وہ فوراً ہٹ گئے۔

— ( ۸ ) —

بلاؤں سے نجات پا کر ہم نے آٹھوں حملات کی سیر کی جب نویں محل میں  
قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ ہم گلستانِ ارم میں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں ایک تخت تھا جس پر  
ایک نیک مرد سو بایا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جو مشتری کی طرح  
چمکتی رہی تھی۔ اس تخت کے پاس ان اردھے تھے۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا  
کہ آخر تو یہاں کس لئے آیا ہے؟ یہ تخت پر سو بایا ہوا کون ہے؟ اس نے کہا ”یہ  
سوئے ہوئے، ہتھیر سلیمان ہیں۔ اور یہ بلا میں ان کی نگہبان۔ اس ہاتھ میں جو انگوٹھی  
’نظر آتی ہے‘ عجب کرامات رکھتی ہے۔ میں اس انگوٹھی کو رکال لیتا ہوں۔ پھر تمام دیو  
شیطان جن اور پری میرے حکم میں ہوں گے۔“ میں نے کہا۔ ”اے جوان یہ انگشتری  
تجھے کیونکر ملے گی۔ کہاں سلیمان اور کہاں تو۔ شخص سلیمان نہیں ہو سکتا۔“ یہ سنکر  
اس نے مجھے شرمیلا دلائی۔ اس کے خوف سے میں خاموش ہو گیا لیکن دل میں ہل رہا۔  
جب وہ جوان شوم تخت، سلیمان کے تخت پر سوار ہونے گیا۔ اس پر ایک اردھا  
آکر گرا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا۔ میں نے اس پر سہی پھرائی جب وہ ہوشیار ہوا، تو دور سے

مرتبہ پھر تخت کی طرف بڑھا۔ رسی کے اثر سے آڑو صاف ہٹ گئے۔ وہ تخت پر چڑھ کر  
خوشی سے بول اٹھا۔ ”آج میرے بڑے نصیب ہیں۔ جو سلیمان کا تخت ملا۔ کئی سو برس  
کی مراد پائی ہے۔ اب کیوں خوش نہوں۔“ لیکن جب وہ آگٹھنی رکانے لگا تو ایک  
ہولناک آواز پیدا ہوئی جس کے اثر سے وہ بیہوش ہو کر اوندھے منہ تخت سے  
گر پڑا۔ اور تکلیف سے جان دیدی۔ پھر ایک آواز آئی کہ ”ہاں! ایسے تمیم انصاری۔  
اس جگہ سے نکل جا۔ محمد کے طفیل خدا نے تیری جان بچا دی۔ یہ دیوسرکش، سلیمان  
کے زمانے سے شہرارت پر آباد تھا۔“ میں نے پوچھا ”مجھے بتا کہ تو کون ہے؟“ خدا آئی۔  
”میرا نام جبریل ہے۔“ میں نے پھر پوچھا۔ ”یا حضرت جبریل! اب میں کہہ  
جاؤں۔“ جبریل نے کہا کہ ”اس تخت کے نیچے ایک اور آگٹھنی ہے، وہ لے اور  
رسی کو بھی جتن سے رکھ تجھے فائدہ ہوگا۔ اور جس راستہ سے آیا ہے اسی راستے سے  
چلا جا۔“

— ( ۹ ) —

محل سے باہر نکل کر میں نے اپنا راستہ لیا۔ کئی روز کے بعد میرا گزرا ایک مہربان  
شاداب جنگل میں ہوا۔ یہاں ایک محل دکھائی دیا جس کے بندھ جھجے پر ایک حسین لڑکی  
بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ نیچے اتری اور میرا نام لیکر پکارنے لگی۔ ”ایسے تمیم انصاری۔“



ادھر آؤ۔ تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔ وہ دیو جو تم کو ہمراہ لیکر سیلمان کے تخت کی ہوس میں گیا تھا اس کا کیا حال ہوا؟ میں نے اسے سارا ماجرا کہہ دیا۔ وہ کہنے لگی۔ ”سیلمان رسولِ برحق تھے میں نے اس شوخ کو کوئی بار منع کیا۔ لیکن وہ میری بات نہ سنے لگا اور جان پر گھات کی۔ جو بزرگوں کی وضع چھوڑے، اسکی ہی نمر ہے۔“ میں نے اس پر آفرس کہی۔ اور پوچھا۔ ”اے نیک نعت، تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟“ اس نے لطافت سے جواب دیا۔ ”میں تورات میں پڑھا ہے کہ ادھر انسان کا گزر کبھی نہ ہوگا، مگر محمد نبی کا ایک صحابی، تیمم انصاری نامی ادھر آیا کا اسی سے جھک پڑا اسکی اس کے بعد اس نے آنحضرت کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا کہ۔ ”میں اس دین میں آنا چاہتی ہوں۔ مجھے کلمہ شہادت سکھا کر اس دین کا راستہ بتلاؤ۔“ میں نے اس کی خواہش سچی دیکھی اور کلمہ پڑھایا۔ ایمان کے نور سے اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔ پھر میں اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے بتلایا کہ ”میں ایک بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ میری ماں حُسن میں بے مثال تھی جب میں بیٹ میں تھی یہ دیولبعین اس پر عاشق ہوا۔ اور اُسے اڑا کر یہاں لے آیا۔ میں ہمیں پیدا ہوئی۔ عرصہ ہوا میری ماں نے وفات پائی اس وقت سے اس نے مجھے حفاظت سے، بیٹی کی طرح دیا۔“

یہ قصہ کہہ چکنے کے بعد وہ مجھے محل کے اوپر لگینی۔ اور جہان نوازی کا حق ادا کیا۔

اس کے جامِ محبت میں سرشار میں وہاں کئی دن آرام سے رہا۔ آخر میں نے کہا۔  
 ”اے دخترِ بامیرے حال کی خبر لے۔ گھر چھوڑے ہوئے مجھے کئی سال ہو گئے۔ جتنا راستہ  
 چلتا ہوں، گھر سے دور ہوتا جاتا ہوں۔“ یہ سکر وہ رونے لگی۔ پھر دلاسا دے کر کہا۔  
 ”تیرا گھر یہاں سے دو سو برس کے راستہ پر ہے۔ تاہم میرے حکم میں ایسے دیوبند  
 جو تجھے ایک پل میں مدینہ پہنچا سکتے ہیں۔“ ایک دیوبند کو بلا کر اس نے حکم دیا کہ انھیں  
 حفاظت سے لے جا اور مدینہ پہنچا۔ میں اس دیوبند پر سوار ہو کر چلا۔ اس بذِ حصول نے  
 میری انگوٹھی اٹھنے کیلئے میری طاقت کا قصد کیا۔ لیکن پرہیز کی کھائی ہوئی دعا  
 میرے کام آئی۔ اور وہ مجھے کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔

مدینہ کی شہرت میں داخل تھی۔ وہ مجھے دریا کی طرف لے گیا۔ اور اسی پہاڑ  
 پر اتارا جہاں ہماری کشتی ٹوٹی تھی۔ جب میں نے چلنے پر اصرار کیا تو اس نے کہا کہ ”وہ  
 انگوٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے مجھے دے۔ یہاں ایک بڑا دیوبند ہے۔ اس سے گزر  
 کر جانا ہے۔ اگر ہم کو دیکھ پائے گا تو دونوں کو ہلاک کر دے گا۔ کوئی دوسری راہ  
 بھی نہیں ہے۔ اس انگوٹھی کو ہاتھ میں پہنکر میں ادھر سے بے غم نکل جاؤں گا۔“  
 میں نے وہ انگشتری اس کے حوالے کر دی۔ وہ انگوٹھی کو ہتھیا کر چلتا بنا۔ اور مجھے  
 چھوڑ گیا۔ اپنی نا سمجھی پر مجھے سخت افسوس ہونے لگا۔ چاروں چار اٹھا اوپر پہاڑ



کی چوٹی تک گیا۔ یہاں ایک اور دیو سے پالا پڑا۔ اس نے مجھے پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا۔ میں دوڑ جا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پری کی دعا نے ایک بار اور میری جان بچائی۔

(۱۰)

چلتے چلتے راستہ میں مجھے ایک سایہ دار درخت ملا۔ آرام لینے کے خیال سے میں اس کے نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں! ایک دیو کو زنجیروں سے کس کر درخت سے باندھ دیا گیا ہے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ پکارا۔ ”ہاں اے تہیم انصاری جوآنے اب سمجھو کہ تمہارا شہر قریب ہی ہے۔ صرف میرے چند سوالوں کے جواب دو۔“ اس کی نیت سے میں بے خبر تھا۔ اس نے جو پوچھا اس کا جواب دیدیا۔

اس نے پوچھا ”کیا دنیا میں خدا کے نبی زندہ ہیں؟“ میں نے کہا ”نہیں۔“ پھر سوال کیا ”کیا جھوٹی گواہی، قمار، زنا اور عورت گھوڑے پر سوار ہوتی ہے یا نہیں؟“ میں نے جواب دیا۔ ”ہاں، یہ سب چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں۔“ یہ سنتے ہی وہ صورتِ حرام زنجیروں کو توڑ کر میری طرف لپکا۔ اور پکڑ کر کہنے لگا۔ ”بتلا کہ اب تجھے کدھر پھینکوں؟“ دل ہی دل میں میں نے خدا کو یاد کیا۔ خدا کے حکم سے وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی دیو تھر تھر کاپٹنے لگا۔ فرشتے نے دانا۔

”اپنے معین وقت سے پہلے تو نیچے کیوں اتر آیا، اے لعین!“ پھر اسکو ذرت سے کس کر  
باندھ دیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ”اے تمیم انصاری۔ تم نے اس کے سوالوں کا  
جواب کیوں دیا۔ یہ مردود و جال ہے، جو آخر زمانے میں نکلے گا۔“ میں نے اس فرشتہ  
کا شکریہ ادا کیا۔ اور گھر کا راستہ دریافت کر کے روانہ ہوا۔

— ( ۱۱ ) —

راستے میں مجھے ایک محل ملا۔ اس کے در پر ایک پڑا قفل لگا ہوا تھا۔ اور قفل  
پر لکھا ہوا تھا۔ ”عرش سے فرشتہ تک ایک سبحان ہے“ جوں ہی کہ میں نے یہ عبارت  
پڑھی قفل کھل گیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ وہاں ایک کندہ ورمی اور کئی کوزے پانی  
کے رکھے ہوئے تھے۔ میں نے کھانے سے فراغت پائی۔ اور سیر کرتا ہوا چلا۔ ایک  
حجرہ دکھائی دیا جو نہایت خوش رنگ تھا۔ اس کا پردہ اٹھا کر اندر گیا۔ یہاں  
کئی زخمی تن ایسے پڑے ہوئے تھے جن کے کپڑے خون سے رنگین تھے۔ ایک دروازہ  
دکھائی دیا۔ جہاں چار سو ارکھڑے تھے۔ میں نے ان سے ان زخمیوں کا حال پوچھا  
انہوں نے بتلایا کہ ”یہ پیغمبر خدا کے صحابی ہیں جو راحۃ میں شہید ہوئے ہیں۔ ہم  
چاروں فرشتے ہیں جو نوحؑ کے زمانے سے یہاں گہماتی کے کام پر مقرر ہیں۔“  
میں نے ان سے گھر کی راہ دریافت کی اور روانہ ہوا۔



کئی روز بعد راستے میں ایک باغ نظر آیا۔ نہایت شاداب اور خوش وضع۔  
میں اس کے اندر گیا۔ اور ادھر ادھر پھر کر سیر کرنے لگا۔ ایک گوشہ میں ایک بڑھے میاں  
مصرف عبادت تھے۔ ان کے سامنے جا کر سلام کیا۔ جواب سلام کے بعد وہ کہنے لگے۔  
”کیا تو وہی ہے جو گم ہو گیا اور سارا دینہ تجھے ڈھونڈ رہا ہے؟“ میں نے عرض کیا۔ ”ہاں  
میں وہی ہوں۔ اجازت ہو تو سارا ماجرا سنائیں، شمس کے کہنے لگے۔“ اگے جا اور کچھ  
ایک اوپر میری طرف دیکھئے۔ ان سے اپنا حال بیان کر۔ انہیں سے تیری مشکل آسان ہوگی۔“

————— ( ۱۲ ) —————

میں بڑھے میاں سے نصحت ہو کر چلا تو راستہ میں ایک اور باغ ملا۔ جو  
رشتہ فردوس تھا۔ میں اس کے اندر گیا اور خدا کی قدرت کا تماثلہ دیکھنے لگا۔  
ناگاہ ایک پیر مرد دکھائی دئے۔ جو حسینہ کچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا لباس سر سے  
پاؤں تک سبز تھا۔ چہرہ سے محبت نکلتی تھی۔ اور وہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا۔  
میں نے ان کو سلام کیا۔ اور اپنا سارا حال کہہ سنایا۔ ان بزرگ نے جواب دیا۔ ”یہاں  
سے تیرا گھر نزدیک ہے۔ کچھ غم نہ کھا۔ پہلے جا کر اس باغ کی سیر کر لے میوے کھا۔  
سیر ہو جا۔ پھر یہاں واپس آنا۔ خدا تجھے گھر پہنچا دے گا۔“

میں باغ میں گیا۔ پھل توڑ کر خوب سیر ہو کر کھایا۔ ایک صاف شفاف چشمے سے

پاؤں پیا۔ اسے میں یکایک، ایک، ایک پیرزن نظر پڑی جسکی پیٹھ خم اور انکھیں  
 ستر اور شکل تھیں۔ کالے رنگ کے جسم پر ریشم کا بھاری لباس پہنے ہوئے تھی۔  
 یہ لباس کئی ہزار رنگ کا تھا۔ ہاتھ میں موتی کی تسبیح لئے، خدا کی ثنا کر رہی تھی۔  
 میں نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور کچھ جواب نہ دیا۔  
 مجھے غصہ آیا۔ میں نے کہا ”اے پیرزن۔ تجھ سے بڑھے لوگوں نے میرے سلام کا  
 جواب دیا ہے۔ تجھ میں ایسی کیا بڑائی ہے کہ میرے سلام کا جواب نہیں دیتی۔“ میرے  
 اصرار پر بھی اس نے کچھ نہ کہا۔ لیکن ایک آواز میرے کان میں آئی جو کہہ رہی تھی۔  
 ”ہاں! اے تمہیں انصاری، شوخی کرتا ہے، اور ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ اتنی تندہی  
 ایسی بات کہنے کی تجھے کیا مجال ہے؟ اب اپنے کو سنبھال کر یہاں سے جلد نکل جا۔“  
 اس آواز سے میرے دل میں ہراس پیدا ہوا۔ میں سیدھا ان بزرگ کے پاس پہنچا۔  
 اور ان سے چار سوال کئے پہلے یہ کہ ”تم کون ہو“ دوسرے ”وہ پیرزن کون ہے“  
 تیسرے ”وہ ہولناک آواز کس کی تھی؟“ چوتھے ”وہ پیر مرد کون تھے، جنہوں نے  
 مجھے تمہارے پاس بھیجا؟“ اس کے جواب انھوں نے یوں دئے۔ ”میں حضور آج  
 کانگہبان ہوں۔ وہ پیرزن جو بیٹھی ہوئی ہے۔ دنیا کی صورت ہے۔ اور ہمیشہ بنی  
 ٹھنی رہتی ہے۔ یہ کئی ہزار داماد کی عروس ہے۔ وہ جو آواز آئی، یا جوج ماجوج



کی تھی جو اس پیرزن کے یار غار میں۔ وہ بزرگ جو پہلے ملے تھے، ایکس پیغمبر تھے۔  
 پھر میں نے ان سے گھر کی راہ پوچھی۔ کہا۔ ”تیرا گھر یہاں سے سو سال کی راہ پر ہے۔“  
 یہ سکر میں زازار رونے لگا۔ حضرت نے دلاسا دیا کہ۔ ”روتا کیوں ہے جس نے تجھے  
 یہاں تک پہنچایا، ترے گھر کو کبھی پہنچا ئیگا۔ خدا کا شکر سجالا۔ کچھ دن یہاں رہ تیری  
 امید بڑائیگی۔“

میں کئی روز تک حضر کے پاس رہا۔ ایک روز حضر کے پاس ایک ابراہیا۔  
 اور سلام کیا۔ حضر نے پوچھا۔ ”تجھے کہاں برسے کا حکم ہے۔“ جواب دیا ”مین پر۔“  
 اس کو جانے کی اجازت دیدی۔ پھر ایک روز ایک دوسرا ابراہیا۔ پوچھا ”کہاں  
 برسا ہے؟“ بولا ”روم پر“ اس کو بھی اجازت دیدی گئی۔ کئی روز بعد ایک اور ابراہیا۔  
 اور سلام کر کے کہا۔ ”مجھے مینہ پر برسے کا حکم ہے۔“ حضر نے فرمایا۔ اس مرد کو تو مینہ  
 پہنچا دے۔ یہ وہیں کا رہنے والا ہے۔ تمیم انصاری اس کا نام ہے۔ گھر سے بچھ کر  
 کئی سال سے پریشان ہے۔“ یہ کہہ کے مجھے دعا دی اور بار بار پٹھھا کر رحمت کیا۔  
 اس طرح، یا علی! میں مینہ پہنچا ہوں۔ حضر کا مجھ پر احسان ہے۔ خدا کا شکر  
 کس طرح ادا کر سکوں کہ ہزاروں بلاؤں سے بچا کر مجھے وطن پہنچایا۔ یہ ہے میرا قصہ۔  
 اے حیدرِ کبار۔“

سب اصحاب یہ قصہ مکر خیرت میں پڑ گئے۔ حضرت علی نے فرمایا یہ قصہ صحیح ہے۔  
بنی نے مجھے اس کی خبر دی تھی۔“

پھر تیمم انصاری کو غسل کرایا۔ تمام اصحاب ان کو پہچان کر عزت سے ملے۔  
حضرت علی نے تیمم انصاری کی خاتون کو انکے حوالے کر دیا۔



ظاہر ہے کہ یہ قصہ، قدیم طرز کے فوق فطری اور عہداتی قصوں سے کچھ زیادہ  
مختلف نہیں ہے۔ تاہم مصنف نے اس کی تکمیل میں، پوری توجہ سے کام لیا ہے۔ اور  
اسکو حتی الامکان دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ مذہبی موضوع اور مقدس کرداروں  
کی وجہ سے، قصے کی اہمیت زیادہ ہو گئی ہے۔ یہ سلسل اور واحد قصہ بھی نہیں ہے۔  
بلکہ ”الف لیلہ“ کے مشہور قصے ”سندھ باد“ کی طرز کا قصہ در قصہ ہے۔ جس کے مختلف  
اجزاء، تیمم انصاری کی مرکزی شخصیت سے مربوط ہیں۔ اسکے بیان کا انداز اچ پیچ  
سے خالی ہے۔ ”سندھ باد“ کی مہات کی طرح، یہاں بھی تکمیل سے کام لینے کی  
کوشش کی گئی ہے۔ تاہم منطقی کا تکمیل، مذہبی روایات کے دائرے سے پرے کم  
جاتا ہے اسی لئے کہیں وہ دجال کو پیش کرتا ہے اور کہیں ”وابتلا الارض“ کو۔ اور یہی  
اس کے تکمیل کی انتہا ہے۔ اسکے مقابلے میں ”سندھ آباد“ کے مہات کو پیدا کرنے والا



تخیل زیادہ بلند اور زیادہ حیرت خیز ہے۔ اسی لئے ”سندھ باد“ کا قصہ اس طرح کے تمام قصوں کا بلند ترین معیار بن گیا ہے۔

”سندھ باد“ کا نتیجہ، خالص خلاقی ہے۔ اور اس کا پورا مذہبی۔ چنانچہ صنعتی نے اس قصہ کے پیرایہ میں، بہت سے اسلامی احکام، عقائد اور روایات کو بھی ذہن نشین کرنیکی کوشش کی ہے لیکن یہ شاعر کا کمال ہے کہ قصہ کو کہیں بے مزہ نہیں ہونے دیتا۔ وہ ہر جگہ قصہ باقی رہتا ہے۔

فنی اعتبار سے، قصے کے دو پہلو خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک اس کے مرتعے ہیں، جو بعض اوقات خاصے طویل، بسیط اور نہایت دلچسپ اور ادبی ہیں۔ مثال کے طور پر صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۱۰۰ اور صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۰۵ کے مناظر یا صفحہ ۱۰۶ تا صفحہ ۱۰۷ کا لڑائی کا سماں اور صفحہ ۹۶ پر جہاز کی تصویر۔ نہایت پر لطف اور اہم حصے ہیں۔ آخری دو پاروں کو ڈاکٹر سید محی الدین طاووس زور نے ”اردو شہ پارے“ (جلد اول) میں انکی خوبی کی وجہ سے شامل کیا ہے اردو شہ پارے۔ (صفحہ ۲۱۲ و صفحہ ۲۱۵)

دوسری چیز یہ ہے کہ صنعتی میں ڈرامائی احساس کی بھی کمی نہیں تھی۔ وہ قصے کو ڈرامائی انداز سے شروع کرتا ہے اور اسی انداز سے اس کو نشوونما بھی دیتا ہے۔ مثلاً وہ پہلے ہی سے یہ نہیں بتاتا، بلکہ آخر تک بھی کہیں اپنی طرف سے یہ واضح کرنے

کرنے کی کوشش نہیں کرتا کہ حضرت عمر کے دربار میں آنے والی عورت کون تھی۔ یہ راز خود واقعات بتلاتے ہیں۔ اسی طرح عقد کی رات، ایک عجیب و غریب ہیئت کے انسان کا، گھر میں گھس آنا، ایک ڈرامائی واقعہ ہے۔ بعد کے واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ ہیتمیم انصاری تھے۔ اس طرح کے اور بھی ڈرامائی مواقع ہیں جن سے قصے کی دلچسپی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اس قصے کا ماخذ، جیسا کہ مصنف نے بتلایا ہے، کوئی خاص فارسی قصہ نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حلقے کے تمام قصوں سے، مصنف نے اپنے خیال کی حد تک، صحیح اور مستند معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہیتمیم انصاری کی ہمت کے قصے، بہت مقبول تھے۔ مرتب ادراق ہمارے پاس یہی قصہ علام رسول المتخلص بہ علامی، باشندہ کھبایت کا نظم کیا ہوا بھی موجود ہے۔ جو ”ہیتمیم انصاری“ کے عنوان سے روف پرنٹنگ پریس، جوہری بازار بمبئی میں طبع ہوا ہے اور جسکو حسین مرزا ایکٹ سیلر۔ فاکلینڈ روڈ، بمبئی نے شائع کیا ہے۔

علامی، کوئی بڑا شاعر نہیں تھا۔ دونوں قصوں کا عام خاکہ ایک ہی ہے لیکن جزئیات میں، دونوں بالکل مختلف ہیں۔

اس تنویمی کی اہمیت، قدیم کا زمانوں میں یہ ہے کہ یہ طویل ادبی نظموں کے اولین



نقوش میں سے ہے۔ اس سے پہلے بیجاپور کی صرف ایک ثنوی ”چندر بدن اور ماہ یار“  
(۱۲۸۰ء) سے قبل ایسی کبھی گئی، جو اہم ہے۔ اور گوکنڈے کی سرپرستی میں جو ثنویاں  
لکھی گئیں، ان میں سے اس سے قبل کی صرف دو ثنویاں ”قطب مشتری“ (۱۱۸۰ء)  
اور ”سیف الملوک و مریح الجبال“ (۱۳۵۰ء) قابل ذکر ہیں۔

صنعتی کے زمانے میں، بیجاپور، اردو شاعری اور انشا پر دہائی کے چرچوں سے  
گوں رہا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی (۱۵۷۰ء-۱۶۲۷ء) نے اردو شاعری کی  
سرپرستی اور قدروانی کی جو مثال قائم کی تھی، وہ اس کے جانشین، محمد اور علی  
عادل شاہ ثانی (۱۶۲۷ء-۱۷۰۳ء) کے عہد میں معراج کمال کو پہنچ چکی تھی۔  
انھیں سرپرستیوں کے باعث، وہ حیرت انگیز نتائج پیدا ہوئے، جن سے علمی دنیا  
آج تک متاثر ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ بیجاپور، اس وقت اردو کے اچھے اور  
نہایت خوش گفتار شاعروں کا مرکز بن گیا تھا۔ عرب، ایران اور ہندوستان سے  
لوگ بیجاپور آتے اور اردو زبان سیکھ کر، اس میں شعر و سخن کی داد دیتے اور شہرت  
حاصل کرتے تھے۔

بیجاپور میں اس وقت جو شاعر مشہور تھے، ان میں ”خاور نامہ“ (۱۵۸۰ء)

کا مصنف رستمی، ”یوسف زلیخا“ اور ”ہشت بہشت“ کا مصنف ملک خوشنود

(سنہ ۱۲۸۰ھ - سنہ ۱۲۹۶ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

گوکنڈہ کے معاصرین میں غواصی، مصنف ”سیف الملوک و بدیع الجہال“ اور ”طوطی نامہ“ کی شہرت اس وقت باہم عروج پر تھی و جہی، جو قدیم اردو شاعری اور غواصی طور پر انشا کے اولین معارف اور اب الہا میں سے ہے، اور جس کے نمونے محمد قلی کے دربار کو مسحور کر رکھا تھا، اس وقت بھی زندہ تھا۔ گویا صنعتی کا مقابلہ ایسے بڑے اور بلند پایہ شاعروں سے تھا۔ یہی اس کے حقیقی مخاطب بھی تھے۔ بلند ذوق رکھنے والے شعر کی موجودگی کا اثر کسی ادبی کارنامے پر نہایت ترقی پرور ثابت ہوتا ہے۔ صنعتی پر بھی یقیناً اس کا اثر تھا۔ چنانچہ اس کے کارنامے میں، سادگی، لطافت جذبات، اور توضیحات کے علاوہ وہ تمام خوبیاں کم و بیش پائی جاتی ہیں، جو اس عصر کی تصنیفات کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

ان تمام خوبیوں کے باوجود، صنعتی اور اس کی تنوی کو وہ شہرت حاصل نہ ہو سکی، جو دوسرے کارناموں کو حاصل ہے۔ اس کا سبب ہرگز یہ نہیں کہ ”قصہ بے نظیر“ دوسرے کارناموں کے مقابلے میں قابل فراموش تھا۔ بلکہ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ تنوی، عرصہ تک نظروں سے اوجھل رہی۔ اس کا کوئی مخطوطہ یورپ کے کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہے۔ ہندوستان اور دکن



میں بھی اس کے مخطوطے عام طور پر دستیاب نہیں ہوتے۔ جہاں تک راقم الحروف کو علم ہو سکا ہے، اب تک اس کے صرف دو قلمی نسخوں کا پتہ چل سکا ہے۔ ان میں سے ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا ملوکہ ہے۔ دوسرے نسخے کے متعلق مولوی عبدالحق صاحب، مقتدر انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد کے ایک خط سے معلوم کہ وہ انجمن کے کتب خانے میں ہے، لیکن یہ نسخہ ناقص ہے۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کا نسخہ مکمل اور صاف ستھرا ہے۔ یہ خط نسخ میں لکھا ہوا ہے۔ اور ۸۶ x ۱۶۸ اپنچ کی تقطیع کے (۹۳) اوراق پر ختم ہوا ہے۔ ہر صفحہ میں نو سطر میں ہیں۔ کاغذ قدیم دیسی کھرا ہے، عنوانات کی جگہ سادہ چھوڑ دی گئی ہے۔ اس میں کوئی تحریر یا ترقیم، متن کے علاوہ موجود نہیں ہے۔ اس نے اکی کتابت کے سلسلہ اور کاتب وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔

ابتداء میں لوح کے اوپر اور اختتام پر ”میر محمد منظر علی“ (۱۳۱۰ھ) کی میریں لگی ہوئی ہیں۔ یہ نسخہ کتب خانے میں داخل ہونے سے پہلے، مولوی میر منظر علی صاحب، مولوی کامل وکیل، ہائیکورٹ حیدرآباد دکن کا ملوکہ تھاجو، مولانا سید شاہ حافظ شجاع الدین (۱۱۹۱ھ - ۱۲۶۵ھ) مصنف ”کشف الخلاصہ ہندی“ کے نواسے ہوتے ہیں۔ یہی نسخہ اس ترتیب کی بنیاد ہے۔ صنعتی کی تنوی کا سب سے پہلا تذکرہ، کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی توضیحی اور تفصیلی ”فہرست اردو مخطوطات“ مطبوعہ جامعہ عثمانیہ

(۱۹۲۹ء) میں کیا گیا ہے اسی زمانے میں مرتبہ اوراقِ نذرانے، اس پر ایک مضمون رسالہ ”معارف“ بابۃ ماہ اپریل ۱۹۳۲ء (م ۱۳۵۱ھ) میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر سید محمد عین قادری زور، پروفیسر اردو جامعہ عثمانیہ کی تالیف ”اردو شہ پارے“ (جلد اول) میں، صنعتی کا ذکر محمد عادل شاہ کے زمانے کے شعرا میں کیا گیا ہے۔ اور اس کی تنوی سے تین نقبہ اسات بھی درج کئے گئے ہیں۔

ان چند تذکروں کے علاوہ، صنعتی اور اس کی تصنیف سے متعلق کوئی اور تحریر راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزری۔

حمایت نگر، حیدرآباد دکن -  
 { عبد القادر سروری  
 شنبہ ۲ محرم ۱۳۵۵ھ مارچ ۱۹۳۸ء





# بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جو خلاق ہے جن و انسان کا	نہا بول اول توں سجان کا
بنایا گن جل پون خاک سوں	بشر کوں ایں قدر پاک سوں
دھر یا مہربانی سوں دم خطا	ایں بات سوارست کراں شتا
سواپنی محبت سوں شیدا کیا	ایں عشق سوں اس کو پیدا کیا
دلایا فرشتیاں سوں سجدہ خراج	رکھیا سر او بر اس خلافت کا تاج
یتا خیر کا مغز کھایا اے	دکھایا تکبر عز ازل نے
کیا داغِ فاخر ج تے اس داغ	دھر یا جب باغی نے سجدی کا
دھر کوں رسولا سوں روشن کیا	لگن کوں ستارا سوں گلشن کیا
رکھیا نسل آدم کوں گلزار کر	زہیں پر شیاطین کوں خوار کر
حسوداں کوں انج کیا خوار	چینیا انبیاء کوں پوچھیں فراو

۱۰ افراد

کیا نوح کی قوم جب لے غرق  
 توں اور یس کی کو دعا مستجاب  
 منگیبا دوست دشمن پوچھ سوں  
 توں پیدا کیا سو موسیٰ کو یوں  
 توں موسیٰ کوں فرعون کے ہاتھ سے  
 دکھایا او آتش ہرے جھار کر  
 دیا اس کوں نشی توں ماروں کوں  
 توں داؤد کے ہاتھ میں سر بسر  
 ہو جب مرض سخت ایوب کے  
 براہیم کوں بخشیا گرم کر تمام  
 بنا جب پو کعبہ ہوا مستقیم  
 ملا کر توں بچھڑے سو محبوب کوں  
 دکھایا یوسف حسن کا ایک جلا  
 پون کوں سلیمان کار از کر  
 گئی لوط کی امنی جب تھے جھار  
 بھی

دیا اس بشار کوں قاروں نرق؟  
 بجز حشر جنت دیا اس نشا  
 کیا پشہ لنگ کوں نامزد  
 کیا غرق پانی میں فرعون جوں  
 دکھایا اس آتش کوں مھل پانوں  
 رکھیا خشک لکڑی میں لک لک  
 زمیں میں تیار یا سو قاروں کوں  
 طوے کوں کیا موم تے نرم تر  
 شفا دے کیا پل میں اس خوب تو  
 اسمعیل اسحاق سے نیک نام  
 اسمعیل کوں توں بہ فوج عظیم  
 دیاروشی حشیم یعقوب کوں  
 زلیخا کے دل کوں کیا مبتلا  
 رواں سخت رکھیا پون کے اُپر  
 کیا عدل سو سب میں میں اتار



کہ یونس کوں مچھلی تے بخشا نجات  
 توں کر خضر و الیاس کوں یک مد  
 توں ایسا محمد کوں بخشا شرف  
 کہ عیسیٰ کوں آدم من میں پدر  
 یو دھرتے تھے سب معجزے نبیا ۳۰  
 نبیا نے منگیا جب توں تر لوک کوں  
 چاہی کہ اس سو باغی اے ناپکا  
 توں یوں دوستان کا مددگار ہے  
 امتحا توں جداں خلق پیدا نہ تھا  
 ازل تیچ ابد میں نیلایا یوکل  
 دے عرش تافرش سب مل گواہ  
 ترے کنہ لکے کیوں خرد جا سکے  
 ازل تے ابد لک جتا کاروبار  
 دیاد دل کے مخزن کوں گلی زباں  
 تری حفظ جنت لے ذوالمنن ہم  
 کیا لطف و احسان صالح سنگا  
 دیا ان کوں بخشش حیات ابد  
 کہ چاسب نبیاں کا شرف یک طرف  
 نبیا تیچ بخش سخن کا ثمر  
 تو حضرت کوں سب معجزہ او دیا  
 نبیا یا توں وہ ذات پس نور کوں  
 کیا توں دو جگ میں خوار زار  
 بجز شرک سب کوں توں غفار  
 اچھیکا بھی آخر اول جول تھا  
 بہو تیچ مخایت میں حیرت بد  
 کہ توں ایک ہے نبی دوسرا الہ  
 کہ خالق کوں مخلوق کیوں پاک  
 قلم تے کیا لوح پر آشکار  
 قلم کوں زباں کا کیا ترجمان  
 ہم کیا ہے اگن میں سمندر وطن

رکھیا شمع میں روشنی ہو چلا  
 توں روشن کیا چشمہ آفتاب  
 بنایا ہے ابر گہر بار توں  
 توں پیدا کیا آب سا پاک شے  
 رکھیا خاک میں روح و سارن  
 کیا قطرہ آب کوں آدمی  
 دیا پارہ گوشت کو ہوش توں  
 اُسے مایہ ہوش مندی دیا  
 سو ایسی جو ظلمات کیا کو بھار  
 ہدایا ہ الخدی بن کارک شرف ۵۰  
 لگا دل کے ایوان کوں فکر جام  
 خمیر ایک سارے جگت کوں کیا  
 کیا مختتم کس کوں کس کوں حقیر  
 ازل تے اول رزق توں کچھ رکھیا  
 ترے امر بن نا ملے کوئی بات  
 پتنگ کا کیا جان دل مبتلا  
 دیا کھان میں بعل کوں بے تبا  
 کیا آب سوں دتر شہوار توں  
 کہا کل شئی من الما حجب  
 سنوار یا جگت کا سکل مچو بن  
 رکھیا میں سویت میں بسا کبی  
 لبد ہو چشم و بنا گوش کوں  
 رحم میں عجب نقش بندی کیا  
 پھرتا ہے لبہ روشنی میں سنوار  
 دکھایا اسے راہ پستیاں طرف  
 دکھاتا ہے عبرت سو قدر تیلیم  
 ہر یک کوں نصیب اس لایو دیا  
 دے سب بی تجہ دار کے ہن فقیر  
 نہ اس میں یک تل پھر کوئی سکیا  
 ترے حکم بن نا کرے کوئی بات



جسے جس وزیر اکا کر م توں کیا      اسی میں اُسے رک کو لذت دیا  
 کیا ہے کسے جس میں سرفراز      دیا ہے کسے نعمتِ دل نواز  
 اپسِ حُسن میں دلبرِ امت میں      خوش آواز و لیسوں ہر شین  
 دیا ہے کسے زرفشانی سدا      کیا ہے کسے شاہ کس کوں گدا  
 تو نگر اپس مال سوں شاد ہیں      گدا بے نیازی سوں آزاد ہیں  
 ازل تے رکھیا جیسے جو قلم      نہ حد ہے کسے بولنے بیش و کم  
 ترے کام میں نہیں شکر کرتے      ترے ملک میں نہیں ملکیت کے  
 پلک میں کتنی نقش بندی کرے      ہر یک نقش سارِ عام میں دھرے  
 ہوا نقش اگر کم تو کچھ غم نہیں      کہ نقاش کن نقش کچھ کم نہیں  
 بحرِ نقش نقاش موجود ہے      ولے نقش اس باج نابود ہے  
 رنگارنگے جو سب رنگ بنایا ہیں      ترے رنگ تے رنگ سب پائے ہیں  
 نیچے بے رنگی کا جو ایک رنگ ہے      جو اس رنگ کو لیں تے رنگ ہے  
 نہ نیچے سار کا رنگ کوئی رنگ سکے      جو نگر نیز اس رنگوں ناپا سکے  
 سعادت سوں کس سرخ کیتا کلاہ      شقاوت سوں زردیک کا سیاہ  
 منگالاکہ ہیں لال میں آئے      نہ رنگ نیز پر رنگ کا دعویٰ چلے

ہر یک رنگ میں رنگ اس بنا کا  
 عجب رنگ ہے صبغۃ اللہ کا  
 نہیں کوئی کہیں ایک ذرہ مگر  
 جو اور است شہد ہے تجھ ذات پر  
 دو جگہ نت کریں روز و تجھ نہا  
 نرمی ات اس سب سے بے نیاز  
 تر اعلم و حکمت گھٹنے تے پاک  
 یو خالی تر از کیوں پاسکے  
 و لے سب پہ توں سب گواہی دیا  
 اوک فضل و رحمت کر اس خاک پہ  
 اوک آسمان جہل مانت کا تاب  
 توں اس خاک ویرا کوں گلشن کیا  
 سمجھتا ہے ہر صاحب فکر سچ  
 توں اس خاک ناچیز کوں قبول  
 بھی عاصی پو منت تجھ احسان کا  
 اے باوجود ہمارے سخن سات جنت سدا  
 چھپا بصوت و صرنا تو ہمنامہ پیا  
 تر رحم کر صنعتی پر دامن  
 کرینگے بوگر کر خرام کا تمام  
 سوویسے خزانے کا مخزن دیا  
 کہ مانیچہ کوں ہے سزاوار گنج  
 اگرچہ کہا اس نطلو ما جہول  
 ہر ایک کام کرتا ایشان کا  
 ترے رحم کے دار کے ہیں گدا  
 ترے پیار کے سب ہیں امیدوار  
 کرینگے بوگر کر خرام کا تمام



قضا پر رضا کی اسے چال دے      تو راضی ہے جس میں احوال دے  
 کریم کسی کوں جو دیتا ہے توں      سواستے پھر اگر نہ لیتا ہے توں  
 تراناؤں ہے اکرم الاکر میں      ترا وصف ہے ارحم الراحمین  
 جو ایمان کا تاج لے پیار کر      دنیاں میں کھیا ہے تو جس میں  
 اسی تاج سول روز عشرت میں      ۹۰ کھڑے کر اسے تجھ ہمیر کنے  
    پیرے پیہر کنے

نبی کریم شفیع امین      رسول خدا رحمت العالمین  
 کہ جس سر پو لولاک کا تاج ہے      سو اس کوں عشق آبی محتاج ہے  
 تنہا جس کی بولیا ہے سجانے      سوطہ وینس قرآن میں  
 احد میں تجھے ناؤں احمد دیا      بجز ہم بھی فرق کچھ نہیں کیا  
 تراناؤں پس ناؤں ہم قریں      کیا ہو بھیجیا ہزار آفریں  
 نہ پایا جدا تجھ بدل یو دھرت      سناواں ریا ترے نور سو سب  
 تری بارگاہ کا رصل ہے سپاہ      تو ہفتسم سماں کا ہوا بادشاہ  
 کرے مشتری دھرتی را خوشی      ترے جز کشاں پاس ہے کشتی  
 کماں دار مریخ لے تیغ و تیر      تری بارگاہ کا ہے حم بار گیر

کینے لگی لے جا رو بہ ہر سچ کا ۱۰ سورج نیت سنوارے تزا بارگاہ  
 ترمی شرع کی دینک ہر آنے چا دھری گال پر نیک سنجی کا خال  
 عطار دترے بارگاہ کا دبیر لکھے تجھ شنایر زرافشاں جریر  
 رین کون ترے بارگاہ پر انبر لگانا ہے آکاس دیو اچندر  
 چندر مشعلہ دار ہو وقت شام جمع کر سارے کرے تجھ سلام  
 شرف ہے دو عالم کون تجھ ذات بھی آخر خلاصی ہے تجھ بات  
 ترانا نون عزت ہے آدم کے تیں ترا اسم ہے درد عالم کے تیں  
 ترانا نون ہے ذات بعد صفات کہ جوں بیج اول زرائع لیا  
 دیاتوں شرف کاف کون تمام ہوا تجھے انہار کل کاف لام  
 بیاد یونے مارتوں گرد کر رکھیا کفر و فی زے کونوں سرور  
 بجایا انوں کے الف تے وین ۱۱۰ تپے تب الف جو کہ بے نیر میں  
 تجھ انگشت کی تیغ میں کر خبر سٹیاقاف ہو ریمیم در کا خبر  
 سو سٹ بدر کے روز کیشت خا کیا کئی ہزاروں شکر ہلاک  
 تجھ اسلام کی فوج ہے ہیشمار ہزاروں پو بھاری ہر یک سوار  
 بیچیس قاف تا قاف روشن الگ ترمی پنج نوبت قیامت تلگ  
 دو عالم ہے یک تاب تجھ سورتے شرف سب ہے آدم کون تجھ نورتے



تجلی تے تجہ پامب یک جھلک      کئے سجدہ آدم کوں سار ملک  
 ہویت کے نور شہ تے لے کو نور      سبیا نور کثرت پوسب جو مکہ سور  
 رسالت میں عین نور شہ دے      ور لے نبی توں روشن نظر ہے کسے  
 ازل تے جو کوئی تھے جو کوتہ نگاہ      نہ سمجھے تھے دیکھ اسے بادشاہ  
 جو کوئی تھے جو نوشتا بہ نیز پوش ۱۲۰      بیچھانت کے جم جام سو بادہ نوش  
 کہے دل سوں تجہ دیکھائے شہریار      سکندر رسالت کا آیا بہار  
 ہویت ہویدا ہے تجہ راج میں      ایس کوں دکھایا ہے معراج میں  
 عیاں تجہ میں جلوہ ذوالجلال      ہے عالم کوں معراج تیرا جمال  
 سزوار توں جلوہ ذات کوں      شرف تجہ تے معراج کی راکوں  
 ہو واجب توں اسات براق سوا      سر فیل تھا خاص او غاشہ دار  
 زہے شہسوار وزہے خنک پا      کہ جس ستم تے البرج تھا چاک چاک  
 اتم ذات کا جلد ہو رہے قرار      پھر سات گھم بن منے سا بار  
 پری زاو پن آومی گیان تھا      لگن سا جسے تنگ میدان تھا  
 سدا ہے ہو یو لگن پر سکل      سبیا خورے کی بونداں و براق چل  
 سو براق ہو بریق جس ذات ۱۳۰      الف کا زیادہ ہے اے مرنیک

اسی تے ہے فاضل الف فرق بھی      کہ براق فاضل ہے ت برق تہ  
 الف کو توں ایک حریت کر نہ دیک      الف یوزیادہ سو ہے الف ایک  
 دیاجیوں ویسے ترنگ کوں صفا      زمیں تے چڑیا پل میں ہفت آسمان  
 گئے اُم ہانی کے گھر تے نکل      نمک ایک سیر دیکھیا توں قدرت ساری  
 گلن کیاں سز پارساں چھوڑ      گیا سدرۃ المنہقی پاس جب  
 کہارہ کے وال بیگ بیغمیوں      انکے جاتوں اسرور سرواں  
 جو یو قرب بخشش ہے حق تے تجھے      انکے یک قدم کی نہ طاقت مجھے  
 اگر یک سر مویے انکے آؤں گا      تو نور جلال تے جل جانوں گا  
 چلے وال تے رف رف اوپر سارو      سو مشتاق دیدار غفار ہو  
 گئے وال تے جیب خاص سر و طرف ۱۳۰      لئے قاب تو بین کاتب شرف  
 سو دیدار اپنا دکھایا تجھے      عجب ذوق لذت چکایا تجھے  
 سوا ذوق کہنے میں آوے کہاں      اولذت بیاں میں سماو کہاں  
 و ما زاغ کا کھل اکھیا میں کر      نہ وال زاغ دیکھیا نہ و باغ بر  
 کسی انبیا کوں نہیں تھی یو با      جو بے پردہ وصل ہے حق شکست  
 انویں جو تجھ میں تیا فرق ہے      کہ دیکھیا سنے کون جتا فرق ہے



کئے تھے جو موسیٰ نے ادنیٰ سوال  
 نہ دیکھے دکھایا تجھے ذوالجلال  
 انہوں کو دیال نیرانی جواب  
 پس شوق سوچ دکھایا شباب  
 توں اس پاک خلوت میں فکر نام  
 نہ کتنا سلام اس جواو تھا سلام  
 کہا الخیات للہ شتاب  
 سنیا السلام علیک کا جواب  
 ویا حبیب تو تشریف رب العباد ۱۵۰  
 کیا آخر امت کوں بھی اس میں نیا  
 فاوحی الی عبیدہ کا شرف  
 بڑاں حق تے نازل ہوا تاج طر  
 توں حق سا مشغول ہوا راز سول  
 جوامت کا آیا سخن درمیاں  
 سہارا زبے حرف آواز سول  
 جب امت کے آسائے کی سبب  
 اہل فرض ہو رواجیاں کیا  
 منگیا مغضرب بدل بعد زل  
 کتک فرض بنجائے تو باو  
 جو کچھ فیض اس بارگہ تے دیا  
 سنیاعفو کا بھی جواب بیگ  
 ازل تے ہمنخت میں نیکو  
 سہر یک کول اسکے موافق دیا  
 تری خوشنودی حق کون مقصود  
 جو تہہ سا بد لگ ہے ہمنپناہ  
 کہا کافراں کوں دنیاں کے بھینتر  
 توں امت کی بخشش پہ خوشنود  
 جو کئی تہہ پو ایمان یا لپائیے ۱۶۰  
 واماں خالق نے تجربہ یاد کر  
 سودورخ میں کیوں کہ اوجائیے

ترے تابعان میں خدا کر قبول  
 چلے صنعتی سوزی بات پر  
 ترے پاس رہنے کی ہے آس اس  
 کر اور تلک کوں یک نظر سوچ  
 نہ دہرنا ہوں کچھ تحفہ از بہر خود  
 اچھو حق تعالیٰ نے نازل سلام  
 کہ بولیا خدا من بطیع الرسول  
 دو جگ میں آتوں سرفراز کر  
 رکھ اپنے کرم سوا پس پاس اس  
 بہق چار بار حسین و حسن  
 تری بارگہ میں بغیر از درود  
 یر اصحاب بر این بنیش تمام

انا ہنس توں کے اصح صادق لہاں  
 انا شب توں دامن مشکین لپیٹ  
 انا باہر آیا سرچ ناب سوں  
 انا توں بھی کلبغ خوش بزم کر  
 انا اے خرو گنج در گنج ہو  
 انا بول اے مایہ خوش سخن  
 انا اے ورق ہونوں گوہر نگار  
 انا چل توں کے ابر مشکین شتاب  
 کہ ہے صدق ہو باس کی دل کوں  
 انا دن توں دامن میں گوہر سمیٹ  
 انا اٹھ توں اکر مرغ خوش خوابوں  
 انا توں بھی کلبغ خوش بزم کر  
 انا اے طبیعت گہر سنج ہو  
 انا بول اے مایہ خوش سخن  
 انا اے ورق ہونوں گوہر نگار  
 میں نہیں لو کافر کے مشک نا



سیاہی تاج آب حیواں نکال      کہ تاجِ خضر کا مدح آیا اتال  
 عجب خضر خضر مسیحا نفس      سدا جس مریدان کا فریادیں  
 چلے عرش تا فرش و ویاں کا      سو ہے خلوتِ خاص اس کا مقام  
 ولایت کی قلم کا تاج دار      کرامت کے میدان کا شہسوار  
 شریعت کے ایوان کا نور توں      حقیقت کے آکاس کا سور توں  
 ویاں معرفت تاج تے سب پائے <sup>۸۰</sup> ترے ہات جھار سب لائے ہیں <sup>ولی (جمع)</sup>  
 نبی کا جلا یا ہے توں دینِ سب      محی الدین حق نے دیا تاجِ لقب  
 ویاں کو سبھی عاشقی شان ہے      ویکن توں مشوقِ بھان ہے  
 نبی کے چلن تے ہوئے ہیں جدا      کرے فقر سب فخر تاج تے سدا  
 ترا یاد ہر دل کوں صقیل ہوا      کیلی دل کی تہ نازوں پہل ہوا  
 اچھے کام اگر قفلِ ساخت تر      ترا نام کیلی ہے اس قفل پر  
 ہر یک دل جو غفلت پایا مات      اسے ہے ترا نام آبِ حیات  
 نہ شیطان سکتا ہے کرنے گذر      ترے کمترین مریداں اوپر  
 کہ شیطان کاں بوسکت پاسکے      جو تیرے مریداں لگو آسکے  
 رکھیا کوئی اپس دل میں تاجِ سوز <sup>نہاں</sup>      کیا توں دو جگ میں سے اس فرار

گدایاں ہیں تجہ دار کے غبنیاں ۱۹۰ کہ تجہ دار کی گرد ہے کیمیا  
 ہوت کے مشرق کا جن سور ہے توں کسوت میں اوس سو کا نور ہے  
 سب کل عارفاں میں ترا پاک نام دے راست جیو مقتدیا میں امام  
 پیاجام توں خاص خلاص کا ہوار ازواں خلوت خاص کا  
 توں اسنے کیا علم سارا حصول جسے علم کا باب بولے رسول  
 سیادت نے روشن ہے ہر چہتر سہایا ولایت کے مندا اوپر  
 سو خاتوں کے گلشن کا ہے بار تو حسن کے گھرانے میں سردار توں  
 حسن ہو رہین کی اکھیاں کا نور اچھو خیم زخم اس گھرانے تے دو  
 توں او شاہ عالم جہاں گیر ہے کہ تجہ پاکی خاک اکیر ہے  
 کرے لطف ہو رہی تجہ نظر گہر کوں پتھر ہو رہی پتھر کوں گہر  
 خدا کے نبی کا ترے ہے پیر ۲۰۰ ترے پیار میں ہو میں امیدوار  
 کرم سوں مر حال پر کر نگاہ کہ ہر دم ترا نام مجھ دست گاہ  
 پس لطف سو کر دیا تو قبول بہ حق امین جغت بتول  
 اچھو گر مجھ جان دل سو ہزار تو او سو ہزاراں ہے تجہ پر شمار  
 ترا مدح خواں ہو سب حوالہ میں ترا وصف گو ہوں سب اقوال میں



ترا وصف اظہار تے بھار ہے      نری ذات خورشید اظہار ہے

سخن گنج ہے عالم الغیب کا	سخن موج زن ملک لاریب کا
سخن بادشاہ جہاں گیر ہے	سخن مس کے عالم کوں اکسیر ہے
سخن کا عجب ہے گلشن تے حباب	جو یک پل میں بیانا ہے کے افتاب
سخن کا عجب کچھ قوی باز ہے	ازل تا اب جس کوں پرواز ہے
عجب ہے سخن کا شجر سر بلند ۲۱۰	عجب ہے سخن کا سمندر چمند
سخن کا عجب مرد ہے بالیقین	سداوار ویدار اوس ہے لعین
سخن کا ورق سوختے دور ہے	مراواں کے نقشاں سومعمور ہے
سخن گر نہوتا تو اے نیک ذات	نہوتا کہ ہی شش بہت شش جہاں
جہلاوے سدا خوش سخن جان	وہم عیش اوسے ہے گواہ سخن
سخن اپٹ مٹھائی میں حلوا ہے	سخن سفرہ من و سلوا ہے
سخن فیض ہے عالم الغیب کا	سخن نقش ہے جیب کے جیب کا
سخن کا عجب خوان مستوق ہے	زباں جس کندوری یوقا شوق ہے
خزانہ ہے حق کا سخن کا بیاں	کہ ہے جس خزانے کوں کیلی زیبا

سخن کا سدا سبز گلزار ہے سخن کا سدا اگر م بازار ہے  
 جو کچھ ہے شہادت میں غیب ۲۲۰ سخن کے سنا ہے آجیب میں  
 جتنا خلق پیدا ہے یک باسوں ہے شاہد اس شاہ کا کاف و نو  
 جہاں کا لبد ہو سخن جیو ہے سخن جیو ہو ر جیو میں جیو ہے  
 سخن طبع کے کھن کا داماں سخن چشمہ غیب آسمان ہے  
 رکھن ہار سر سبز دل کا ہمیں سخن ہے سخن ہے سخن ہے سخن  
 سخن کا نمک جس کوں تقریر نمک جس میں ہے لوجہاں گیر ہے  
 سخن خوش لگے بخت کے تمام کہ ناخوش ہے میوہ سدا نام تمام  
 نہ ہر کوئی سخن کا سزاوار ہے نہ ہر قطرہ لُو لُوئے شہوار ہے  
 نہ ہر کھن منے صا جو ہر اچھے نہ ہر کج کی مشک میں گو ہر اچھے  
 نہ ہر نافہ خوش باش نافہ کر نہ ہر یک مگر سر میں غبر و صحر  
 اگر شیر نر ہو ویں سار چنل ۲۳۰ تو شیراں نہ پاتے کدھی کی چنل  
 اگر خوش ادا مرغ گاتے تمام تو فتنوں سوں کیا رشتا قس نام  
 اگر ہر ستارا اچھے آفتاب توں خورشید کوں کیا رشتا آب و آفتاب  
 سخن سنج شیریں ستے ہی رہیا کہاں نیکر ہو سنئے پور یا



کوئیں بہوت کئی موم کی آہیں  
 کہیں ہو کوون تے شعر سلیم  
 سخن میں کا بھی کوئی کارے تن  
 زیادہ ہے نزدیک اہل قیاس  
 سمجھتے اگر سب سخن کا قرار  
 سکل مرغ کھاتے اگر بیشکر  
 نہ گوہر کوں پوچھے بحر گوہری ۲۴ نہ جوہر کوں سمجھے بحر جوہری  
 نہ محنت بغیر پوگہرات آئے  
 کدی کوئی قیمت سخن کا نہ پائے  
 سخن کا خزانہ نہ سرسب کدیں  
 سخن بعل ہے عقل کے درج کا  
 سخن کا سد اسور پر نور ہے  
 دکھاوے سخن نت سمجھ دار کوں  
 جسے عقل کا بل قوی تر اچھے  
 دیا ہے توں بھی عقل ہر تارے توں

ولے آہ کی کان لذت سواں  
 کہے کاٹ کان ارہ پرگ نیم  
 سخن داں سمجھتے ہیں قدر سخن  
 سخن بولنے تے سخن کا قیاس  
 توہر گز نہ رہتا سخن کا وقار  
 تو شکر نہ رہتی زمیں کے اوپر  
 نہ جوہر کوں سمجھے بحر جوہری  
 نہ چھیدے بغیر کان میں سہا  
 جو یو بے بہا بے بہا ہات آئے  
 نہ یو در طبیعت بسر میں کدیں  
 سخن سور ہے لامکاں برج کا  
 سخن کا سد ملک معمور ہے  
 ہر یک کس کی دانش کی مقدار کوں  
 سخن میں وہی سب پر سور اچھے  
 جو کھم کو سٹے پل میں پائیں تو

اے عقل گر چہ کسوٹی سخن  
 خرد کا ہے صورت خردمند کن  
 دیکھے روشنی جلوہ کرتا ابد ۲۵۰ خرد سو سخن ہو سخن سو خرد  
 اچھو جم خسرد کا علم تابدار  
 اچھونت زبان سخن شہر بار  
 خرد جم اچھو باغبان سخن  
 سخن نت اچھو تازگی کا چمن  
 خرد کا اچھونت سر ج تابدار  
 سخن کا اچھونت گہر آبدار  
 خرد تے چلے جم سخن فوج فوج  
 اچھو اس دریا پر سخن موج موج  
 نہ اس گوہراں کوں اچھو پیش دم  
 بھر واس دُرائیں مرا درجم  
 مکمل ہے اس دوریں پورتن  
 کہ ہے دور پودور شاہ سخن  
 دیا اس گہر کوں عجب آب و تاب  
 شہنشاہ کے طبع کا آفتاب  
 سدا فہم جس کی کیا بندگی  
 سخن جس سخن تو لب از ندگی  
 جس اس کا سخن دل کوں رنژاؤ  
 سخن شہر میں شہر استاد ہے  
 ہوا خاتم الحق سخن شاہ پر ۲۶۰ سخن کی صفت یاں توں ختم کر  
 آستانہ کی مدحت بدل بانی  
 سخن سحر میں سٹ قلم کا جہاز  
 آیتا  
 آیتا ساقی ادجام با قوت لیا  
 سو قوت بدل جیو کا قوت لیا  
 دما دم پلا مد بھر یا او مدن  
 جو قل قل کروں میں صراحی من  
 بھرا



مبارک او ہے بھاریں چھانوں  
 خلق آئیں سودگی کے بدل  
 اول ان کوں لیا چھاؤں میں غم  
 بڑاں پاک مہو یا سوں بجے نصیب  
 وہی جگ میں ہے آب حیوان نام  
 کہ جس نے سدا فیض حاصل عام  
 اسی صبح تابا نگہی ہے جگ کوں آس  
 کہ جس نے اچھے غم کے کس کوں دوا  
 وہی خضر تے جن مراد اچلائے  
 سو ظلمت میں لیا آب حیوان پلائے  
 میجا جگت میں وہی آج ہے  
 کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے  
 اچھو جھاڑ سر سبز ایسا مدام  
 ۲۰ کہ جس جگ میں فیض اس نام  
 اچھو کیوں نہ او جھاڑیوں بار  
 کہ ہے جس سول آرام سینا کا  
 کہ ہے جگ پو او سایہ کردگار  
 محمدرشتہ داوگر دیں سپناہ  
 کہ ہر دم محمد جسے دست گاہ  
 براہیم کے بعد از ہوا نامدار  
 جگت میں محمدرشتہ کا مگار  
 سلف سنجہ گہرتے لئے آیتا  
 کہ دریائے پایا ہے گوہر تے آیتا  
 کئے سب شہا فخر اپس بخت سول  
 کہیں بخت منت فخر تہجرت سول  
 دکن کا توں ہے خسرو ماجدار  
 جتنے تاجدار ال و تاجدار  
 جتنے تاجدار

اہے حکم تل تجہ عرب ہو غم  
 شہاں تجہ سر ج کتیاں کم  
 شریعت منے عالم آرا ہے توں  
 سو پیار محمد کا پیارا ہے توں  
 تجمل کوں توں آستہ نامور ۲۸۰  
 سر ج کا بے چونہ صل لکن شہت  
 ظفر نت تری بارگہ کا وزیر  
 سدا عقل تجہ بات کا دستگیر  
 کرے ملک گیری اپوں شتاب  
 کہ جوں پل میں کیونک آفتاب  
 حریفان ہیں تجہ رزم کے زوہر  
 مکر ہوش جہت میں سر بسر  
 کرے جم توں ہر جنگ میں درنگ  
 حریفان کے سر مہرہ سرخ رنگ  
 کرے نت تجہ اقبال تے سر بسر  
 سورتم کے سب کام تجہ یک نفر  
 جتنے خسرواں بندگی تجہ کریں  
 سدا دیو تجہ سرور اس سر صہیں  
 جو کوئی سر رکھیا دیو اس بندہ  
 کیا سر فرازی سو اس تاجدار  
 اگر ہے سفاہان و گروہم رنگ  
 بخشنے کوں بے درنگ  
 بخشنے کوں بے درنگ  
 دلاں کے نگر میں شہی تجہ سہانی  
 ۲۹۰ پریم کے نگر میں بھری تجہ دھانی  
 مدن کا چین جبے پایا جمال  
 نہ دیکھیا ہے تجہ سار کا نوہال  
 مدن میں ہے بلکہ مدن روپ تو  
 مدن مست تجہ مدن ق سوں  
 نہیں



کرے جم تجہ ابراہاں آجک پتی  
 گہر کا طبق لے چن در آرتی  
 جتنے سرکشاں حکم سو تجہ اسیر  
 توں فرما ہار او فرماں پذیر  
 ادک جن کے ملک کاشاہ توں  
 عدالت کے آکاس کا ماہ توں  
 کیا پایہ عدل کوں استوار  
 لیادین ایمان تجہ تے قرار  
 تری بخشش فضل کا باغباں  
 جگت کے کیاشش چین بوتیاں  
 اگر ابر بر سائے باران تر  
 تراہات بر سائے نعل و گہر  
 برتا ہے تجہ ابر احسان جیوں  
 نہ بر سے کدی ابر بر سیاہیوں  
 گلن ز رفتانی تے تجہ کرسوال ۳۰  
 سٹیا کمکشاں گل میں تیاں مال  
 خلائق کے دل اے شہے کامگا  
 شہہ احسا کے دام کے میں شکا  
 نہ کشاہ تے یوں کد ہی میں ہوا  
 کہ نیل باحساں پوہے کمیہا  
 ہر یک شاہ گمن میں نامی ہوا  
 توں سارے ہنر میں گرامی ہوا  
 دنیاں میں جو کچھ ہے سو علم واد  
 جھلک تجہ چین میں دیوں شتاب  
 تری یکت چین کا ہے تفصیل سب  
 کہ جوں سو میں ناگہ ہر مآب  
 دے تجہ عبادت میں روشن نکا  
 سیاہی کی ظلمت میں آب حیات  
 کہ جوں سو میں ناگہ ہر مآب  
 سخن پرور اکا توں پر کھئے سخن  
 رتن یار کھی جیوں پر کھتا رتن  
 پر کھئے والا

تری قدردانی سوائے شہر یار      ہنر کا خزاں جا کو آیا ہے بار  
 دکھایا ہنر کئی ہنر مند طوس      ولے شاہ محمود نہیں کر فسوس  
 دے سکے جو ماریا خزانے پر مہر      ۳۱۔ توں مصری پوچھے ہزار اسوہر  
 کرے پیار جم توں خرد مند کوں      خرد مند کوں ہو ہنر مند کوں  
 نرا پیار ہے یوں ہنر مند پر      پدر کا نہیں پیار فرزند پر  
 ہنر مند اچھے طفل جو مالک ہیں      ترے پیار کا دل میں کھنا ہے آس  
 آخر جگت تب لگ توں لے جگتی      چند رجحان اور پوچھے درستی  
 تری وصف میں آئی ہے کام ل      زہے بارگاہ سخن پر وراں  
 سزاوار تھا یوں کہ اس گنج پر      دعا پر رکھوں مہر تیری اپر  
 شہماں کے الف سار کی قدیم      اچھو ستم ترے دار سے لب خیم  
 سدا عیش عشرت سو یوں راج      دیادال سودل کوں معراج  
 اتنا ساتی اوجام لیا زنگار      سدا شاہ کی اچھ لطف سو کامگار  
 بھرا اس دور اٹھا خورشید کا      ۳۲۔ جو بسرے جہا جام جمشید کا

مبارک شب قدر سی نیک رات      مجھے گفت گو تھا مئے دل شکست  
 ساقی



خیالاً عجیب فوج در فوج تھے سمندر پو پو موجا کے در موج تھے  
 خیالات کا باغ پر بار تھا کہ جس باغ کو لنت ناپا رہا  
 اتھا خوش خیال اسوں ل باغ با کھلے تھے معانی کے گل جو حرا  
 جو کچ طبع تے کیا او گل سوال کہے دل نے مج کھول بھی قیل و قال  
 سوا قصہ اس را نیڑی تھی یا کہ اس جگ میں کس کوں دایم حیا  
 کیا دل نے روشن مرا انجمن سو اس دھا سو خوش بہا کر جن  
 کہ مدام جینے کی تیری برات نہیں لکھ دئے آج لک کہ کس ہا  
 ولیکن ہے اوس کے عوض کام ایک سو دنیاں میں باقی رہنا نام  
 نہیں جگ میں جینا کسے پایہ ۳۳ مگر او کہ جس تے رہے یادگار  
 رہنا نانوں باقی بڑا کام ہے جو یاں ہیں جو کئی جگ میں نام  
 سدا زندگانی اسے ہے شرف جو دنیاں میں اس تے رہے یک خلف  
 کہ اس بعد روشن کرے انجمن خلف خوب روشن سو خوش سخن  
 جو بولے ہیں یو عارفان سلف کہ ہے شعر بہتر سو بہتر خلف  
 اگر تجھ تے کچ نار ہے یادگار تو جینا نہ جینا تر ایک سار  
 سزاوار پو کام ہے تجھ ایتال کہ روشن کرے یو سخن کا جمال

پس فکر کے جلوہ گر کر رتن      امرک رتن سوچن ہے سخن  
 معانی کی درجہ کیا کھول تو      سو یک قصہ خوب بول توں  
 کہا طبع سوں دل نے یو بات <sup>آتا</sup>      ہوا مج طبیعت کوں یک جوش تب  
 کیا دال میں فکر اس بات میں ۳۴      کہوں کوں قصہ کس دشا میں  
 چھوڑوں کس قصہ کے ترانے کوں      تیروں کس حکایت کے دریا کوں  
 جو کس من موہن کی حکایت کہوں      سو کس گلبدن کی روایت کہوں  
 سو کس زلف محبوب کوں میں سنوار      دلاں عاشقان کروں بیقرار  
 سو کس پردہ کی آگ سلگنا شب      کروں میں فراقی دلا کوں کہا  
 سو کس وصل کی میں کھلاؤں گلاں      کروں جوں چمن عاشقان دلاں  
 چلایا بچہ فکر کا میں ترنگ <sup>اپ</sup>      کہ جھگڑے کے قصہ طرف یک سنگ  
 سو کس قصہ رمز کارک سپر      چلاؤں قلم پر کشش تیر کر  
 سو کس شہ کے جھگڑے کے میدان      کروں نیزہ بازی مری گیان  
 سوا پادشا ہاں تھے تیغ زن      سوا پہلواناں تھے جو صف کشن  
 ہر یک شیر افکن ہر یک شیر گیر ۳۵      ہر یک صاحب نیزہ و گرز و تیر  
 جو ترک اجل سٹ فنا کا کند      کند فنا میں کیا ان کوں بند



سوان کوں بیا کا پو امت پلا  
حیات ابد سوں اچاؤں ہلا  
سواتنے میں ملہم نے مجھ دل بخت  
کہا میں کتنا ہو سو یو نظم <sup>اچھاؤں</sup> کم  
نہ کر خیال محبوب کے حال پر  
یہ زلف ہو رکال کے محل پر  
نہ بر میں نہ بر بطنہ جنگ ربا  
نہ یرد ف نہ بر بای نقل و کبا  
نہ بر اسپ میدا و تیغ و تفنگ  
نہ بر نیزہ و گرز و تبر و خدنگ

کہ پیار نبی کی روایت ہے یو  
نہ یو دہر دستاں منقول ہے  
کہ ہے جنس سو جنس و ناروا  
ہاں سو ہاں ہو کوے سو کو  
یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر ۳۶  
جو پاکاں کہے ہیں جسے بے نظیر  
تماشا ہے اس میں عجب سرسبز  
جوروشن کریں عاشقا کی نظر  
عجب صنعتاں اس میں ہیں آشکار  
جو اول تمیم انصاری اوپر  
کھرٹا کیوں یہ قصہ عجب سخت تر  
سو کس کس بلا یا میں سپرے <sup>نور</sup>  
تو آ اوس حکایت اپر عزم کر  
بھی کس دھما پس گھر کول نہ <sup>نور</sup>  
نہ بندیا کہنے دُرسوں توں نظم کر  
پھر <sup>نور</sup>

ہو واجب یو الہام مج آشکار  
 بہی پاک قصہ کیا اختیار  
 اسے فارسی بولنا شوق مخفا  
 ولے کے عزیزاں یو ذوق مخفا  
 کہ دکھنی زباں سے اسے بولنا  
 جو سہمی تے موتی من رولنا  
 اچھے سائن کرچہ موسیقی میں  
 یو سپیایاں ہیں سائیں کے قطر یا سون  
 رکھیا کم سہنکرت کے اس میں ل  
 ادک بولنے تے رکھیا ہوا مول  
 جسے فارسی کا نہ کچھ گیان ہے  
 سو دکھنی زباں ان کو آسان ہے  
 سو اس میں سہنکرت کا ہے مراد  
 کیا اس تے دکھنی میں آسان کر  
 کیا اس تے دکھنی میں آسان کر  
 ہنر مندگی اس میں ہے بے حساب  
 جو ظاہر ہیں اس میں کئی کئی ہنر  
 توں رکھ کاں ناصح کے اقوائ  
 کہ گر کا ند پر پند ہے تو بی سبک  
 جو کے ہیں بزرگاں یو پند نیک  
 کہ یاں خطا ہے تو مجھ توں سنبھال  
 کہ یاں خطا ہے خطا ذوالجلال  
 سو ہوتا ہے نسیان انسان کوں  
 جو انسان مرکت نسیان سوں  
 نہ کو کز توں نسیان پر مجھ نظر  
 کہ کہتا ہے شکر برابر کسکر  
 اگر یک سخن خوش لگے چوں تبا  
 ۳۸۰ تو لکڑی کوں لے مول نہ بات سا



اگر یک گہر مجھ سے بے بدل  
 توں کر توں رشتے کوں گوہر بدل  
 توں ایک بیت پرال جو ہو وشتا  
 توں لبتہ رحمت سو کر مجھ کوں با  
 کہ اول کے لوگاں بھی اے مرید  
 سو گزریاں ہو رحمت خویہ یک  
 وہی چال چلنا توں کر اختیار  
 سو نیکاں تے ہے مجھ کوں امینک  
 اتھا گرچہ قصہ میں اس اختلاف  
 دیا اس رسالے کوں میں سعی کر  
 ہزار ایک پر سال بچا ہ و پنچ  
 منگوں تجھ تے اے خالق خیر و شر  
 خرد کے سر ج کوں مگر تاب  
 خطا تے زباں کو مری رک نکا  
 معافی کے گل اس چین میں کھلا  
 ترے فیض رحمت سو پر بار کر  
 ترا فضل اسے تاج تارک اچھو  
 اگر کوئی پڑے اس کوں صلح بدل  
 جتن کر توں رشتے کوں گوہر بدل  
 توں لبتہ رحمت سو کر مجھ کوں با  
 سو گزریاں ہو رحمت خویہ یک  
 جو رکھیا ترانا توں پر یادگار  
 جو کر ناقبول اس رسا کوں دیک  
 صحیح کر کو بولی ہو میں بے خلاف  
 سو ترتیب بار مقامات پر  
 ہو تے ہو اپر جو اہر یو گنج  
 جو توں اس رسا کوں مقبول کر  
 ۳۹۰ بیچن کے گہر کوں مگر آب دے  
 سخن کے خزانے پو کر بادشاہ  
 دلاں کیاں سدا بلایاں بولا  
 عنایت سو اس گل کوں گلزار کر  
 سو خواندگاں پر مبارک اچھو  
 توں حارواں کر توں اسکی سکل

اگر کوئی بدل قال دیکھے اسے توں کو نیک فانی روزی اسے  
 اگر کوئی فراقی پڑے بانساز ملا اس کے بچھڑے کوں آکارنا  
 اگر ناتواں کئی پڑے گا اسے کو اپنے کرم سوں تو انا اسے  
 توں کو مستجاب اس عا کوں تمام بحق محمد علیہ السلام  
 لکھوں بے یوقصہ مری گیان تے طلب مجہ تے توفیق سبحان تے  
 ایسا ساقی لیا جام او زنگار جو تانا پڑے طبع کے سرنگار  
 پلا بھر کو ہر دور وہ صاف جام جو کی ایک حبشید اسکے غلام  
 قلم اب توں ایسے قصہ بے نظیر شتابی سوں یک مختصر دل پذیر  
 نہ کو تے مطول نہ نزدیک دور کہ اوسط کوں بولے میں خیر لامور  
 حکایت کے گل باغ کا باغبا گند پاپے یو گل دشتہ دانساں  
 سو یک دن ہو سار حضرت عمر سو کر حجر کا فرض منبر او پر  
 کئے ابتدا و عظمت خاص عام لگے بولنے شرع کی حد تمام  
 ملے تھے انو پاس یاراں سکل جو ایسے میں یک دن ہاں کی چل  
 پوچھی تب کہ حضرت عمر کاں ہیں یا کہ محتاج ہو بہوت میں ناتواں  
 انوسوں مجھے آج یک کام ہے ۴۱ جو یک بہوت مشکل مرا کام ہے



عمر کی طرف سب اشارت کئے      اے اس خبر سوں بشارت دے  
 نراں آنو سامنے کر سلام      کر می عرض احوال اپنا تمام  
 کہی مجھ اور پرستو ہے سخت حال      مراد و غائب ہوا چار سال  
 سجانوں جو غائب ہوا ہے کدھر      مجھے نہیں ہے معلوم اس کی خبر  
 نہ کھانے کوں کچھ قوت ہے مجھ      جو طاعت کوں قوت چھو مجھ میں  
 جو اس کا ادھیچہ اوپر فرض ہے      مرے پریتے سال کا فرض ہے  
 صبوری نہ سہہ بھار گھر سوں نکل      من پاس اس غم بدل آئی پھل  
 کداں لگ مری عمر کوں میں      رضا ہوے تو عقد دسر اکروں  
 عمر سن یو فرمائے بھی تین سال      صبوری پکڑ توں اس کوں سنجھاں  
 جو دیکھوں فضا کی رضا کیا ہے      ۴۲۔ تجھے میں رضا یونگا بعد از اں  
 کہی میں ہوں مفلس نہ دھرتی ہوں      جو تائیں صبوی کروں تین سال  
 سو حضرت عمر کو پسے بعد از اں      برس تین کا اس کو آب و نان  
 ہوے جب برس تین اسکے تمام      کری آ کو حضرت عمر کوں سلام  
 کہی تینے باں کھول کر باؤد      کہ او خرچ تھا سو ہوا خرچ سب  
 پریشان ہوں باٹ دکھلاؤ مجھ      ایسا کیا ہے نصرت سو فرماؤ مجھ  
 راستہ      اب اجازت

کہے چار مہینے ایسا صبر دھر  
 بڑاں میں تھے دیونگا عقد کر  
 سو یوں بول حضرت عمر بعد از اس  
 دئے چار مہینے کا اس بات  
 ہوے چار مہینے جب اسکے تمام  
 کہی آ عمر کوں کہ اے نیک نام  
 تھے جو دئے سو ہو اخرج سب  
 مجھے کیا رضا ہے سو فرماؤ اب  
 یوں بات اس وقت حضرت عمر ۴۳  
 کہے کہ کو مجلس طرف کر نظر  
 کہ ہے عقد کرنے کی حاجت کسے  
 ایسا میں دیونگا نکاح کر اسے  
 کہے جب یو حضرت عمر بعد از اس  
 اسی پاک مجلس میں یک جواں  
 جو خوش شکل تھا ہور شیریں با  
 جو او تھا عجب صورت نیک شا  
 کہا مجھ نہ عورت نہ فرزند ہے  
 سو اس غم تے مجھ دل او پر بند  
 رضا پاؤں اس بارگہ تے اگر  
 ایس پاس اسکوں رکھوں کہ  
 ہو واجب یو حضرت عمر پر ضرور  
 کئے عقد اس کا پس کئے خضو  
 ہو عقد بعد از چلیا مرد شباب  
 اسے لے کوں اس کیچہ گھر کوں  
 خوشی سات ایس گھر میں آئے  
 کئے شکر سبحان کا بہوت تب  
 سو کو مرد پر ہمیز اس نیک را  
 کہا یوں محبت سو عورت سنگا  
 جمعہ رات ہے رات عشا کی ہے  
 جو یورات حق کی عباد کی ہے



جو بندے کی خوبی ہے اس بات میں  
 پس نفس کے کام سب پائمال  
 ہمیں ہو رہیں آج کی رات میں  
 کہی بہوت خوبی کی یو بات ہے  
 تب اس وقت اور درو و سوار  
 او عورت بھی حجرے تے آئی نکل  
 کہ ناگا و یک شخص جن کے من  
 نہ تھا کچھ بجز پاک پوشاک ہے  
 لنبے پنوں تکا و سکے ہاتھ  
 نہ باقی تھا اس میں کچھ روپ و ۴۵۰  
 ہوا تھا تیا شکل سوں بے نشان  
 کری جب او عورت کا یک نظر  
 کہی کون ہے توں جو آیا ہے یا  
 کہا گھر یو و ایم مراٹھا نوں ہے  
 پس زن کا و انانوں لینے لگیا  
 جو چالاک اچھے او عبادات میں  
 و صریں ہو کر یں عت و اجمال  
 کریں شغل اپنا عبادات میں  
 جو حق سات اچھنے کی پورات ہے  
 خدا کی عبادت میں باند پاکر  
 انجن میں وضو کرنے نیکی بدل  
 کھڑے ہو رہیا آگوا سکے انجن  
 ضعیفی سوں ٹٹن بال اسکا و  
 سوچے تھی فیلاں من سر بسر  
 بند پامیل سوں آدرین پوز  
 جو دیکھت اہل اس سکے ناچچان  
 پڑی ڈر کو لا حول اسے بھیج کر  
 کہ تجہ میں نشانیاں ہیں سب کپا  
 تمیم الضاری مرانانوں ہے  
 نشانیاں پس کیاں سو دیئے لگیا

کہی کاں ہے بویات مجھ ہے گماں  
 کہ جنماں بی دیتیے ایس کوں نشاں  
 سچی جنماں ہے توں نہ انسان ہے  
 نہ انسان کی تجھ میں کچھ شان ہے  
 ہوے چار مہنے برسات پر  
 نجانوں جو غائب ہوا ہے کدھر  
 مجھے نہیں خبر اوجیا یا مورا  
 توں کاں سوں تمیم انصاری ہوا  
 کہا میں تمیم انصاری ہوں جان ۴۰  
 ہوا تھا سو غائب ہی ہو چھپاں  
 یوسن رویدل بھار نکلیا جوان  
 کہے کون ہے ہاں ادھی رات کوں  
 رتو قدح باہر  
 سیاست عمر کی تجھے نہیں سمجھ  
 کہ دعوائوں کرتا ہے اسد صحت  
 جو اس بھانت یو با کرتا ہے توں  
 لے سب محلے کے لوگاں بھی داں  
 جو اس باکا لے ہوا شور و شر  
 اپس میں اپنی سبھنوں فکر کر  
 سر انجام اس کام کا یوں کئے  
 سو آخر کوں اس بات پر نہ دے  
 کہ سب مل متیں آج کی رات یاں  
 اچھو صبروں فجر لگ کم زباں  
 بفر اوتے جا لے  
 بزاں صبح کوں جاؤ سب مل نکل  
 عمر سامنے منطفی کے بدل  
 ادب سول بزاں روپیک یک جدا  
 جو ناگہ ہوا صبح کا ابتدا  
 ہوا رات میں صبح کا ذب شروع  
 کیا صبح کا ذب میں صادق طلوع  
 چند کر کو تاریاں کی بیع تمام ۴۰  
 چلیا بیگ تہجد کا بھور اسلام



سو مشرق کا قاضی وضو ساز کر  
 پہنچا حکم سوں محکمے کے اوپر  
 فلک ہو کو خوش ہاں <sup>لیکھا</sup> سو ہنسنے  
 جہاں کا چھپاراز دینے لگیا  
 سب اس وقت اتنے چلے نکل  
 عمر سامنے اس تقاضے بدل  
 کئے جا کو حضرت عمر کوں سلام  
 کہے رات کا حال اپنا تمام  
 یوں حال حضرت عمر سر بسر  
 ایس میں تعجبوں لے فکر کر  
 چلے لیکو ان کوں پسے سنگا  
 کہے جا کو حضرت علی سو یو بات  
 علی نے کہے رست یو بات ہے  
 بنی فحہ کوں بولے سو یو بات ہے  
 کہ مجھ بعد کئے دنوں ہو کیا عیا  
 تبیم انصاری کا ایک قصہ یا  
 یقین کر کہے تب عمر سر بسر  
 کہ لولا علی لھلک العہد  
 تبیم انصاری نے یوں کے بات ۴۸۰  
 بڑا شہ نے کرا کوں تعظیم  
 ایس پاس حرمت سو سلاکتے  
 کہے ابتدا سوں تیارے اوپر  
 ہوا ہے سو قصہ کہو سر بسر  
 تھارے تے یو قصہ ناموار  
 کہ تا جگ کے صفحے پورچے یادگار  
 حریفوں کی آبرم کا ساز کر  
 جو ناپا زمانے کے غم تے نجات  
 کہ ہوں درد و غم دیکھے بار سنگا

حکایت کے راوی نے کر خوش قلم چلاتا ہے یوں اس بیان کا رقم  
 کہ حضرت علی یوں کہے حکم جب تیمم انصاری کہے کھول سب  
 کہ اے جانشین شہ کائنات مجھے غسل حاجت ہوا ایک رات  
 کہا گھر میں عورت کو آہستہ نرم کہ پانی توں کر غسل کوں جلد گرم  
 نراں دی او عورت مجھے یو جواب ۴۹۰ کہ پانی کوں کرتے تیا کے شتاب  
 بعد ازاں بدی گرم کرتی ہو ٹمک صبر دیو نہیں یاں تے متنا بجاتا ہے دیو  
 جو ایسے میں یک یو آ سخت تر اوڑیا وائے لے مجھ ہوا کے اوپر  
 کیا میں جو اس کی طرف جب نگا دیا مجھ میں تل جہاں سیاہ  
 جسے تھا سنیا کھن من سخت تر سکل تن پتھر دل مڑتے بھتر  
 اتھے ہات اوڑھا کر کینکر کے سار دہن غار سا بیس تھا جوں پہار  
 چون ہار تھے بال اسکے سکل اتھا تن سکل گھونگر و کا جنگل  
 بڑے پن میں ایسا شیطین تھا وے شکل میں سحر و حسین تھا  
 سوار نے کے اس میں کرو کیا بیا او ابر سیہ برق تھا بے گماں  
 مجھے لے چڑیا دور ہوا میں اولوں کہ ڈونگر و سے بیضہ مرغ جوں  
 پہار



اور یاواں تلک لے مجھے بچکا ۵۰ کہ نزدیک تھا کرہ نارواں  
 سیالے کو آخر مجھے سخت تر طلق پانچویں میں میں کے بھتر  
 بچھاڑی جب اینڑے مجھے سخت گیا یا علی ہوش میرے سب  
 بچھاڑی میں اس جیو جانا نکل و لیکن موانیں ہے گئی بے اصل  
 پڑیا تھا کتیک وقت میں سدا سو یک پہر بعد از ہوا میں ہشیار  
 آنکھیاں کھول کر دیکھتا ہوں تو اس نہ تھا آدمی زاد کاواں نشان  
 گردیو ہورجن و شیطان تھے نشان ہور غول بہا بان تھے  
 ولے ان میں جو تھا نشان سا کا تھا کلیجا تو ان کا دسے پیٹ باٹ  
 جو غولاں جو تھیا حسن میں ہے بدل اٹھیاں زہر امت پلٹیاں  
 بھی دیکھیا کتیک خلق گئی دھاک سو کئی شکل کے بھات کے ذات  
 کتیاں کی آنکھیاں سر پو پو پو ۵۱ کتیاں کے ہات او لٹھے قدم  
 کتیک رنگ ہور روپ میں ہیں کتیاں بڑے کان جو فیل سے  
 کتیک شکل میں خاک سے ناپکار کتیاں بڑی جیب سینے تلار  
 کتیاں کیا اٹھیاں صو تان مار کیا کتیاں کیا دما کر دماں سا کیاں  
 کتیک صورتا کا کروں کیا بچار سر او اٹھیاں تین ہور ہات چا

کتیک فیل شی شکل و صورت دھریں  
 کتیک فیل شی شکل و صورت دھریں  
 کتیک شکل میں کا و پھر میں ترنگ  
 کتیک شکل میں کا و پھر میں ترنگ  
 کتیک ان میں مہموں گر ریش  
 کتیک ان میں مہموں گر ریش  
 کتیک آدمی سے کریں سراو پر  
 کتیک آدمی سے کریں سراو پر  
 کتیاں کے سراں پوہر سار شاخ  
 کتیاں کے سراں پوہر سار شاخ  
 کتیک بہر صورت کتیک جوں پلنگ  
 کتیک بہر صورت کتیک جوں پلنگ  
 کتیک چال خرچنگ جیسی جلیں  
 کتیک چال خرچنگ جیسی جلیں  
 کتیک سخت اندام جو خوار و شت  
 کتیک سخت اندام جو خوار و شت  
 بھی دیکھیا کتیک خلق العجب  
 بھی دیکھیا کتیک خلق العجب  
 کتیاں کی جو صورت کا بولوں سیا  
 کتیاں کی جو صورت کا بولوں سیا  
 بھی جاگے کا اس میں کروں کیلچا  
 بھی جاگے کا اس میں کروں کیلچا  
 سوکئی از دھما سو رکئی پاڑتھے  
 سوکئی از دھما سو رکئی پاڑتھے  
 سکل بھویں جو دستی اتھی جار  
 سکل بھویں جو دستی اتھی جار  
 اوک محنت و در دسو بے حساب  
 اوک محنت و در دسو بے حساب  
 عجب اوز میں مجھ دسی ہولناک  
 عجب اوز میں مجھ دسی ہولناک

کتیک فیل شی شکل و صورت دھریں  
 کتیک فیل شی شکل و صورت دھریں  
 کتیک روپ میں پیچہ پن پلنگ  
 کتیک روپ میں پیچہ پن پلنگ  
 کتیاں کوں سنگاں سر پوہر کاو  
 کتیاں کوں سنگاں سر پوہر کاو  
 و لے دھرتی کا دھرتی جوں گر  
 و لے دھرتی کا دھرتی جوں گر  
 کتیاں کے شکم فیل جیسے فراخ  
 کتیاں کے شکم فیل جیسے فراخ  
 کتیک پیل تن شکل میں جوں پلنگ  
 کتیک پیل تن شکل میں جوں پلنگ  
 کتیک دال یا پانمن دل میں  
 کتیک دال یا پانمن دل میں  
 اتھے سیسے ناک ناک سب درخت  
 اتھے سیسے ناک ناک سب درخت  
 کہ تقریر میں ناکھا جا سب  
 کہ تقریر میں ناکھا جا سب  
 جو کچھ تھا امر سو و بالعکس میں  
 جو کچھ تھا امر سو و بالعکس میں  
 کہ یک تل برابر نہ تھا و اہنوار  
 کہ یک تل برابر نہ تھا و اہنوار  
 سو ہر طرح کے گوں کے غارتھے  
 سو ہر طرح کے گوں کے غارتھے  
 جتے خار اس خنجر اس سار کے  
 جتے خار اس خنجر اس سار کے  
 ابادان اتھی اوز میں خراب  
 ابادان اتھی اوز میں خراب  
 کہ جس دیکھے آدمی ہوئے ہلاک  
 کہ جس دیکھے آدمی ہوئے ہلاک



نہ اوس میں کچھ حال چلنے کی <sup>آس</sup> ۵۳ نہ اس خلق میں آدمیت کی باس  
 جتنا خلق و اس کا سرانگیز تھا <sup>جتنا</sup> او جا کا بھی ویسا چہنوں ریز تھا  
 نہ دھرتا تھا کچھ شرف ہر طرف <sup>جہاں</sup> کہ جاگے کوں ہے آدمیا سوں شرف  
 نہ اچھتے انوں میں سختی کے فن <sup>تو سختی میں ویسی نہ کرتے وطن</sup>  
 دو جگ میں وہی منزل خلق نے دیکھ <sup>دوریاں کوں براہور نیکوں نیک</sup>  
 پر یا کن کچھ دل بجا تھا سجا <sup>مہیم انصاری کہے یوں بیا</sup>  
 اتنا ساقی او بیا شراب کہن <sup>جو شیشے میں ہے جو پری کہن</sup>  
 کہ تا او پری کہ حریفان کو مست <sup>سداو کوں غم کے دیوے شکست</sup>

چلاتا ہے مجھ طبع کا شہسوا <sup>ترنگ یوں معانی کے میدا مچھا</sup>  
 کہ یوں شاہ سوں کھول بولے تمام <sup>مہیم انصاری نے اول مقام</sup>  
 جو ایسی بلایا کے آفات میں ۵۴ میں بیٹھیا تھا جو لے ہات میں  
 جو ایسے میں اں بیک مھلاڑا <sup>جو بولے کہ بیک بھرتے بار اچھوٹیا</sup>  
 دھلا رانہ تھا ایر سا کن عجب <sup>کیا دشت ہو ر کوہ تاریک سب</sup>

اتھار میں صھارے میں بیچارہ ہو  
 عجب ایک غوغا عجب ہائے ہو  
 مہابت سو اس سو کی سرسبز  
 پڑیاوانکے سب خلق میں رشتہ  
 ہوا کچھ ہو اپرست غلبہ  
 کہ سب اس زمیں پر پڑیا زلزلہ  
 رہو اسی جتنے وانکے سب رخصا  
 کئے غل اس میں اس میں پکا  
 کہ یہ پیر پکا آیا سپاہ  
 پڑی جب مرگامیں یوں خبر  
 دیسا تب مجھے اس صھارے  
 ہوا پر سو پر یا کے بھار چلے  
 ۵۵ کہ بولے کی دیا کی لہراں چلے  
 سپہ کوئی ان کا تو نام نہ سکے  
 کہ بار کے قطر یا کوں کن کن سکے  
 ان میں بری ایک ہزار تھی  
 عجب خوب صورت رنگ دار تھی  
 سلع پوش تھیا ہو رشتہ زین  
 دسی یوں سپہ آرسار یاں منے  
 کہ جوں چاند سر کار تار یاں منے  
 جو اس ان تل تھا عجیب ترنگ  
 کہ اڑنے فلک پر نہ تھا اس درنگ  
 جتیا جو ایک اتھیاں اس پاس  
 کیاں تھیاں ہی گر کا لباس  
 سکن چھلائی منے بے نظیر  
 اتھیاں ہواں بلکہ اوشیر گبر



دے حسن میں شمع سی بے درنگ      اٹھیاں تیغ کی شمع پر جوں پتنگ  
 کہاں اٹھیا ہورسح پوش تھیا      شجاعت منے جوش درجوش تھیا  
 سکل نام و ناموس ہوزنگ جو      ۵۶۰ سکل کینہ خواہ ہورسکل جنگ جو  
 سکل ہات میں خنجر آں بار      کنداں سکل دوش پر تابدار  
 ہر یک پاسی کی تیغ بڑاں اتھے      ہر یک پاس گئے تیر پراں اتھے  
 دیکھت ان کی فوجاں کا آداب      انھیا اعلیٰ میں عجب در عجب  
 کہ اس میں سردار اوشہ پری      جوتھی سب پر پیراوسے سری  
 اپس کے کتیک لوگ لے مختصر      تلے آئی بھوس پر ہواتے اوتر  
 کہی بہوت م سوجہ کوں بک      تمیم انصاری سلام علیک  
 بہوت پیار سو بہت میرنگا      مروت سو کی لے ولا سے کی بات  
 کہ یاں لے سو کچھ نکو کھاؤ غم      اچھو بہوت خوشحال تم دم دم  
 کہ سب لوگ اپنے تئیں پائیکے      اپس گھر کوں بھی چھو کو تم جائیکے  
 کتیک وقت اس دھا سو مجھنے      ۵۷۰ اتھی پیار سو مجھ ولا سے منے  
 بزاں میں بھی تعظیم دے کر تمام      کہا او پری کوں علیک السلام  
 جو ایسے میں دیواں کا آبا سپا      توں بولے کہ یک آرا یا سیاہ

سجانوں جو یو کاں تے آیا نکل  
 جواکے کوڑے زمیں تے نکل  
 بیتی فوج پر فوج انکی چلی  
 جواکی دھمک سوز میں ملی  
 ہوا غل اُن کا تیا سب کراں  
 کہ جس غل سو گر جن لگے ڈوگر ل  
 اتھا زشت دیوان کا <sup>اول</sup> مدار ایک  
 کہ جگر مرے جس کو ابلیس ویک  
 بری شکل ہر قدمے کیا کہوں  
 لبنی بات ہوتی گھر چپ رہوں  
 مجھی دکھائے عروج کی آنچہ پر  
 سو پانی بیویے گھن گھن سو رخ کر  
 لہنا ہو رچوڑا اتھا جوں پہاڑ  
 پہاڑاں کس ہاٹاں نے دیو اکھا  
 اتھا ہت میں آس نہی گز ایک  
 نہ اوگر زتھا بلکہ البرز ایک  
 اتھا شکر اس دیو کا بھجانت  
 کہ ایساں سی نک ہوڑ تھان سے  
 کتیک خرس شور کتیک فیل سے  
 کتیک جوں سیاہی کتیک نیل سے  
 سکل بوم سے شوم دیدار کے  
 سکل شخص صورت زحل سار کے  
 جتے دیو آتے بحرین اتھے  
 ہر یک ندر قامت میں کھاتھا  
 کتیک ہڈ مچیاں لائے تھے جدا  
 ہر یک ہا میں لکھاں سی کماں  
 کہ پلانے ہڈ جرتے بھانی سدا  
 ہر یک پاس محورستی تیرو پاں



لئے تھے کتیک بیچے تھے بھارا کھاڑ  
 دیکھتے اوپری اوکتک بھار  
 سو کرنے کوں دیو اوپر مار مار ۵۹۰ چلیا دل پریاں کا ہزار ہزار  
 پریاں ترنگ جب ہواتے اوٹھے کہے توں لگن تے شہاں باچھوٹے  
 ہوا پر سوں پریاں کھیاں جا چلیاں توں بوکہ دریا کھیاں جا چلیاں  
 چلیاں اس طرف تے بھی پریاں کتک بھار دیواں کا بدل من  
 بنے جب دھما دھم ترنگاں ٹل ٹرک لوگ دیکھے جو بوکیاں غل  
 سو دیواں پر پائل زمیں پر دور دسے شاسو جوں شفق مل دور  
 ہوا پر ویر و جب صفاں بھار ہتیاراں سنبھا سوارے ہنکار  
 آجے ترنگاں کوں و بے فسوس لگن ہو رہیا گرد سوں آنوس  
 غصے سوں پڑے پک یک سر پر ی دیو پر دیو پریاں اوپر  
 جو سینے تے کینہ اپس سارنے لگے پک پوکیاں جگر مارنے  
 چلائے جوتیراں اپس مان پر ۶۰ پہاڑاں کوں پھوڑ توے جان  
 ہوئے کچھ ہوا پر تے تیر ڈاٹ جو پڑنے کوں ہوئی دھوپ ترنگ با  
 دیس ہو سو یوں لال تیراں بھال کہ قبول کھائیں جو جیب لال  
 دیکھیں

کہو کے دسوں ہو میں یو سب گھر  
 کہ جوں پر جو بیٹیاں میں سبڑی ہو  
 تانچ دیکھیں تیغ کی دھابو  
 کی پتلی اوہر پاں کھائے سوں جو  
 دسے ہو بھری تیغ کی دھابو  
 ہزاراں زہر ازحل تل پڑے  
 پس میں اپنے سخت رج سولڑے  
 ہوا پر دھار کا ایک کھم ہوا  
 ہا ہم سوں او ایک دھما دھم ہوا  
 کہ بھینساواں پڑیا بے خبر  
 او دھماں تھا اس وضع سرسیر  
 اجل بی وحل سوئی او مار دیک  
 نظر تاب نالیائی او بھار دیک  
 کہ صبر احم لچھن بھی یو نہیں لڑے  
 دسارے کئی دیو ہیں پڑے  
 جو سینہ منگل کا دھڑا دھڑا ہوا  
 کتیک وقت ایسا کڑا کڑا ہوا  
 لیکن پریاں کے انگے پستھے  
 او دیواں اگر چہ زبردست تھے  
 پریاں جائیں دیواں کی صف جبر  
 ادھرتے ادھر ہو راو دھرتے ادھر  
 کہ ٹک ابر میں جلد بھلیاں من  
 پریاں یو بھلیاں یو میں ہر جن  
 کہ دیواں پو پڑتا ہے جو ل شہنا  
 پری آپڑی دیو پر یوں شتاب  
 ستارے ریکچ اندھار میں جو  
 دھسی سب پر یا پیر دیو میں یو  
 کریں قتل یک شمع جو کئی تینگ  
 سو کئی دیو ہر یک پری بے رنگ  
 جتنے سر کشا سر کشاں ہو پڑے  
 یکا یک کچے پان سے سب جھڑے



پڑے یک پو یک ن میں کئی ٹھاٹ  
 توں بوٹے تار کے جھار کاٹ  
 اتھیاں سب پر یا جو لگن سوز  
 کیاں راک اس کو لسیا کوشتاب  
 لہو سوں ان کے ہوا بے درنگ ۶۲۰  
 جتا دشت محل من سرخ رنگ  
 سکل لہو سوں کے کیا بے گیاں  
 دھڑل سو سب لگن راغواں  
 ہوا جب دک لہو کے دریا جوش  
 مٹھو چلے جو چھیا زہ پوش  
 پر یاں جوش میں ایلنے لگیاں  
 سو دیواں کوں سار کھنڈنے لگیاں  
 لگیاں جب پر یاں وضع مارنے  
 تو عاجز ہو دیواں کے سردار نے  
 چلیا بھانٹ پر یا کے مٹنے نکل  
 پڑی جنو کی اسکوں اسکے کبل  
 نکر سک کیا لت کوں پت او  
 ہوا فتح پر یاں کوں یو اپو یوں  
 ہز میت کوں سمجھا غنیمت اولے  
 ہو فتح پر یاں کوں یو اپو یوں  
 رین پر اچھے صبح کوں فتح جو  
 دیکھت روز اس صبح کے سین کا  
 گہیا بھاگ کر اوکتک رین کا  
 پر یا انو غالب ہو یاں سر سیر  
 کی ہم ضاعا غالب سے دروی اوپر  
 پر یاں کوں ہوا فتح دیو اپو جب ۶۳۰  
 پری پھر کو بولی اشارت سون  
 کہی پیر پری کن نہیں لایاں  
 انو کوں لیجا کر ملا و سنھال  
 ہو اسار حسن وقت او میں ترنگ  
 ہو اوپر معلق چلیا بے درنگ  
 سوار

میں گھوڑ پوہو اور پر یا مجھ نہ گات  
 چلیا پونچہ لیکر کتیک دین رات  
 جو یک دن پر یاں و مجھے باؤ  
 لگیاں پوچھنے آ زمانے کوں  
 کہ تمنا کوں معلوم کچھ پو حال  
 جو کاں تھے نہیں ہو کاں میں تیا  
 دیا جا میں ان کوں یوں سیر  
 کہ آہا ہو کاں ہو جاتا ہو کاں  
 دیا جا میں جب انوں کوں تمام  
 اتھے تو طبق پانچویں کے بھتر  
 یوں با پس دلیں کر یوں بچیا  
 کہ اپنا وطن یاد رونے لگیا  
 کیاں کچھ نہ غم کھا توں اس بات  
 کہ پونچو گے تم گھر کوں خوش حال  
 دلا سے سو یوں لول شیریں کلام  
 بڑاں وانے چند روز میں سیر  
 میں یاسو سن بھارا و آئی بیگ  
 سو حرمت کیا شریاں بجا لیا تھا  
 بڑاں مجھ کوں پوچھی کہ اے نیک  
 کہ واللہ اعلم مجھے میں خبر  
 یو مشکل ہو انیں ہے مجھ پر عیا  
 کیاں و پر یا مجھ کوں اے نیک نام  
 اپنا ہیں دسے طبق کے اوپر  
 کہدی خوش تھا ہو کہدی زار زار  
 کہی میں کوں انجواں دے ہوئے لگیا  
 کہ پونچو گے تم گھر کوں خوش حال  
 بھر و سادیاں ل کوں میر تمام  
 سولیا یاں مجھے پیر پرچی گھر  
 مرا ناںوں یکے سلام علیک  
 کہا میں بی اس کوں علیک السلام  
 رسول خدا میں جہاں میں جیتا



کہا میں تیرے اس کوں انیک نام      ہوئی رحمت حق علیہ السلام  
 خبر سن کو تب او اٹھی آہ مار      کری تن پوکسوت پس تازنار  
 اوک درد ہو غم سوزونے لگی      ۶۵ سو پلکھاں کوں موتی پر نگی  
 لگی چاہنے ہاتھ پیٹ تب      زربنا پس کاٹی کاڑ سب  
 سو اس درد ہو غم سو مد ہوش ہو      پڑی تنہی کتیک وقت بیہوش ہو  
 بھی آخر کتیک وقت کون ہوشا      مراناں لے محکوں پوچھی پکا  
 کہ تم سچ کہو مجھ تنہی ایک بات      اس انکھیاں نہ کچھ ہیں ویاں  
 کیا ہوے دیکھیا ہو اس ذات کوں      بھی بوسہ یا ہوں سو اس بات کوں  
 یوں دیکو بوسہ مجھ انکھیاں دیر      چلی لے کو عزتوں گھر کے بھتر  
 بزا اپنے فرزند کوں لیا او پری      سو اس دھاسوں شرط مجھ سو کری  
 کہ مصحف پڑاؤنگے اس کوں اگر      تن گھر کوں میں دیونگی بھیج کر  
 جو کچھ علم ہے ہو جو کچھ دین ہے      سو قرآن میں سب اوتیقین ہے  
 یو فرزند اپنا سمجھ کر یقین      ۶۶ سکا دوسو سب اس کوں تم علم دیں  
 کہ بے علم کوں دین کی نہیں خبر      سو بے علم حیوان تے ہے بتر  
 کہ پُر حوصلہ جاں ہے سردار ہے      کہ بے حوصلہ جاں ہے واں خوار ہے

شرف پائے ہیں علم سوں سرور  
 جو ہے علم میراث پیغمبروں  
 دنیا میں جو کئی علم پایا نہیں  
 سو دنیا میں گویا او آیا نہیں  
 دیکھیا اس میں جس وقت اس وقت  
 دیا اس کو تعلیم میں چند رو  
 سکھایا میں جب اس کو مصحف  
 ہوئی بہت خوشحال اونیک نام  
 اپس بارگہ میں بولا لوگ سب  
 کری خسروی حسن کا حکم تب  
 بچھا جا بجا خیر وانی بساط  
 منور کئے بزم عیش و نشاط  
 سنوارے محلات ایک ایک تمام  
 بچھائے سوز رلفت یک مقام  
 مکمل مرصع عجب ایک تخت ۶۰  
 دھرے لپاکے نا آئے اونیک تخت  
 مربع اتھا شکل میں باجمال  
 سیلماں کی انگشتری کی مثال  
 جتنے عیش و عشرت کی اسباب  
 ہمایا ہوئے میزبانی میں تب  
 بزاں تخت پر آئی اونیک نام  
 پریاں فوج پر فوج کیا سلام  
 بلا کر بزاں محکوں مان سوں  
 نوازی اپس لطف احسان سوں  
 جو کئی جو اتھے سزار امیر وزیر  
 منگاسکوں و خلعتاں بے نظیر  
 جو کئی روز مجلس کھی گرم گرم  
 چلیا سورج غریبوں بزم بزم  
 گنگن پر چندر پیر پری مثال  
 کیا جشن کا سرتے نازہ خیال



ستاریاں ساتی سو پھرنے لگے      گنگن پر سکل جوش کرنے لگے  
 بندی ساز زہرہ ایس ساز کوں      الاپی خوش آواز گی ناز سوں  
 بزاں او پر جی شن کا کر خیال ۶۸۰      کری پھر کو مجلس کوں صاحب جمال  
 ہوئے جن کے مستعدی تمام      کیاں آ کو رفاص سب مل تمام  
 ہر یک نور میں حور پر طعنہ زن      ہر یک چاند تے صا زمل بد  
 و پس شعلہ نوریاں او پر یاں      و لے نصیاں لٹا کیاں پانی بھیاں  
 دیکھیں سہی (جمع)      او تاریاں گر نور میں نار تھیاں  
 اوہر دور ہر یک برگ گل دھڑکے      و لے کاں ہے گل برگ شکر بھرکے  
 و سن مت انکی ہری جاے پات      و لے کاں ہے ہریاں بیٹ آیتا  
 دھکتی تھی      و سے زلف انکی ہر یک گال پر  
 دیکھت چمک چمیل شوخ انکے چرن      بھلی ایسی سب چمیلانی کے فن  
 و میں یو جوانی سوں جو بن نل      امنگاے جوں جل تے کو لے کنو  
 کمر انکی شرنے نے دیکھیا مگر ۶۹۰      جو شرمیوں لیا ہا ایسوں اپر  
 اٹھیاں نور میں سو سیا او پر یاں      سکل سسکے سو چھند و بھریاں  
 جتیا بولتیا تھیا تھیا بولیاں      تھیا بولیاں ہو کر گھولیاں

اٹھیاں مٹھائی سو شاخ نبات  
 و لے روح بخشی میں آب حیات  
 سکل ناز کی میں اٹھیاں چوں گلاں  
 اپیں گل اٹھیاں ہو رہیں بلبلان  
 ہر یک سحر کاری میں کئی دھان  
 دھریں لاکھ میں لاکھ زہرا من  
 ہر یک ناز کی جوں کمر بال اتھی  
 ارت بھاؤ میں دُور من مہال اتھی  
 اتھے ناچ میں راہنہ کنی زیا  
 کینہہ اتھاواں اندر کا سہا  
 کہا جادو من جتیاں تیاں  
 اگر ہوئے دمن میں جلتیاں تیاں  
 سکل ناچنے جلد بانڈیاں کمر  
 اٹھیاں نار پستال اٹھیاں نشکر  
 کیا مت اوک جلد و ناز سوا ...  
 بھریاں رنگ رنگا کے آواز سوا  
 سوئس رس بھریاں کی گئے بھرس  
 ملک کان رس سن پس سدھری  
 گنگن دیکھنے حسن یوسف رین  
 کیا تھا پس تن پوتارے نین  
 کئے نس تے و تناس جب سر  
 ہوا نیند میں دیکھا ایک خوا  
 اسی نیند میں دیکھا ایک خوا  
 ہو خواب میں دیک کر بے قرار  
 مرا سن کور و ناکی مجھ شتاب  
 جو رو تے ہیں کے محکوں دیو خوا  
 کہا نیند سوں ہو کو بے تاب میں  
 تاک جو دیکھیا ایتا خواب میں



کہ سب اپنے فرزندائے نیک ذات  
 ادک مہربانی سولے اپنے ہات  
 مدینہ میں خوش حال پھرتا ہوں  
 سوروضہ کا طواف کرتا ہوں  
 سو ایسے میں اس خوابے میں ہزار ۱۰،  
 سورقما ہوں شوق سوزار  
 یوں چلی محکموں لے پیار کو  
 اجالے میں تے یک اندھارے بھتر  
 نہ وہا اندھار کسی شامیں  
 اچھے رات کیا بلکہ ظلمات میں  
 اندھار میں اس سوراگر جائیگا  
 تو الیتہ واں راہ ناپائے گا  
 سو ایسے اندھار گوں سب سیر  
 مجھے لہائے یک سین صحر اوپر  
 جو باغ ارم سا تھا سبز رنگ  
 گنگن اس فراخی انگے بہت تنگ  
 کف دست سا صامیدان تھا  
 ہر یک ٹھار مرغان کا امان تھا  
 اتھیا یک گنبد صاف میدان میں  
 کلس جس بلندی سوا سماں میں  
 کہ فولا دیتوں محکم و سخت تر  
 کہ طوفاں کا جیو نہیں ہے گذر  
 گر اسپر منگے وہم ہونیوں سار  
 تو چڑنے کوں کئی ٹھار کپڑے اٹھا  
 کرے یک نظر گیدا و پران جب  
 پڑے کھل اسپتے اپنی فضل تب  
 دیکھیا اس میں ناکوں کو اے ہات  
 پڑے تھے طھوکیے زنجیر انگلات  
 ہر یک قد و قامت میں ڈونگر مثلاً  
 بند تھے طھوکیے زنجیر انگلات  
 طبیعت میں جن از دہا بد خصا

سکل شوخ و بے شرم و بے باک تھے  
 حرامی او دیو ذات ناپاک تھے  
 نہیں انکے چشمے و سین لھو پڑے  
 فرشتے بی دیکھے تو انکوں ڈرے  
 اتنے تند ہو خشم میں تھے شہاب  
 کہ بے فکر گرائے ان پر شہاب  
 اسی میں اتھا ٹیک زندا جدا  
 جو باندے تھے یک دیو کوں دان  
 درازی میں یک قہیل جو رو نیل  
 جسے رنگ تھا نیل قد پانچ پیل  
 حکمہ اسکا اندھا مار رہے سیاہ  
 ادک تن اتھا زور وریک سپاہ  
 جینیاں میں دک جلد پالا کتھا  
 کہ جرتے بلایا کوں سب دھاک تھا  
 سو اس دیو کوں دان تھے او پیر پر  
 ۳۰، کھلا کر منگائی اپس کن سری  
 کہی اس رے دیو کس شس حروں  
 تھے چھوڑتی ہوں ان کے سبب  
 تھے چھوڑتی تھی وے کیا کروں  
 ان کوں لجا کر بدینہ بھتر  
 کہ اس تھو تاکید اس بات کا  
 بزاں یک سکھامجہ دعا استوار  
 کہتے ہیں دعا او جو سکھائے تھی  
 لکھیا ہوں اس ٹھار او آئی تھی  
 ہوں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 اللَّهُمَّ يَا دَلِيلَ الْمُتَحَيِّرِينَ وَيَا مُجِيبَ دُعَاءِ الْمُضْطَرِّينَ  
 وَيَا أَمَانَ الْخَائِفِينَ وَيَا طَهِيرَ الْأَجِينَ وَيَا صَرِيحَ  
 الْمُتَصَرِّخِينَ وَيَا جَارَ الْمُسْتَجِيرِينَ وَيَا غِيَاثَ  
 الْمُسْتَغِيثِينَ وَيَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ وَيَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ  
 وَيَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ يَاكَ نَعْبُدُ وَيَاكَ نَسْتَعِينُ  
 وَبِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ  
 مِنَ الظَّالِمِينَ فَرِّجْ عَنِّي مَا أَنَا فِيهِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ يَا كَافِيَ  
 الْغَمِّ وَيَا كَاشِفَ الْغَمِّ يَا كَافِيَ كُلِّ شَيْءٍ الْغَنِيِّ هَمْ كُلِّ شَيْءٍ  
 وَاصْرِفْ عَنِّي شَرَّ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّكَ قَادِرٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
 وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَتَوَرَّعَ عَرْشُهُ مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَفُضِّلَ  
 وَسَلِّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا

مجھے بیکو اور دیوواتے اور یا  
 سو ہو گرد باریک ہو امیں چریا  
 پلک کوں پلک لگے نہیں لگ  
 اور یا بیکو اور محبوں کاس گنگھا

اتھاس نکلیچہ میں ھیامیں  
 جو آواز آیا مرے کان میں  
 فرشتے جو پڑے تھے آواز سا ۴۰، بھی بھیج کرتے تھے اونیک  
 سن آواز او دیو نے دھرمبید  
 کھڑیاواں فرشتیا کالینے کون  
 دیسا سب شتیاں کو روشن الگ  
 کہ آیا ہے شوخی سوا کھم ملک  
 اُنوپاس یک آگ کا گرز تھا  
 نہ او گرز تھا بلکہ البرز تھا  
 دے مارا بسا چہ یک مار میں  
 کہ جل کر پڑیا دیو اس مار میں  
 گیا او تو ناپاک دوزخ بھتر  
 ولے میں پڑیا بھتر میں او پر  
 پچھاڑی تھی دس ہوا میں تباہ  
 دیسا مجھ میں تل جہاں سیاہ  
 گیا ہوش میرے میرا شکل  
 ولے بن قضا جو بنجاوے نکل  
 قضا باج کچھ کوی کرتا نہیں  
 قضا باج کیں کوی کرتا نہیں  
 اتھاس دعا کا اثر سرسیر  
 جو آگ مجھ پر نہ کی تھی گذر  
 دعا کی برکت سوں سجان ۵۰، سلامت رکھیا دیو جو جودا مج  
 دعا بہوت مقبول سجان ہے  
 دعا سوں جتا مشکل آسان ہے  
 دعا سوں ختم اولیا پائے نور  
 دعا سوں ہو میں خدا کے حضور  
 دعا ہے سبھی انبیا کا حیات  
 دعا سوچہ پونس نے پانی سجا



دعا کی لگے ہات کیلی جسے      دو عالم کے میں گنج حاصل سے  
 کہ زہنہار حاصل ہر یک دعا      دعا ہے دعا ہے دعا ہے دعا  
 اپنا توں تو اے ساقی خوش خرم      بلا خوش صراحی سو بھر بھر کو جام  
 صراحی مدن روح کا ہے ہما      کہ دولت کوں یو مرغ ہے دہما

## مقام دوم

زباں کا اپنا کھول طاؤس پر      ہوا اس چمن بیچہ یوں جلوہ گر  
 کہ یوں شہ سول کے تہیم انصار      پس کے مقام دویم کوں سنوار  
 کہ میں اس چھپار سو مدہوش ہو ۶۰      پڑیا تھا کتیک وقت بیہوش ہو  
 سو کئی وقت بعد از ہوا جہنم      دکھیا اک بیاباں تھا بیشمار  
 کہ جس گرد کی لاک و گانوں میں      سو جس ٹھانوں میں نونکا ناؤں  
 نہ واں مرغ حیواں انسان تھے      نہ پریاں نہ دیواں نہ شیطان تھے  
 کدی آئے شیطان تو واں ڈرے      کیلے پنے تے بھی واں جھل مرے  
 دیکھت اس بیاباں کوں سرسبز      تھکے وہم کے یار کے بال پر  
 اتھا یا علی شہ سو گوار واں      نہ تھا جز خدا کوئی مجھ یار واں  
 بہت

دسیا او بیابان جب کال مج      کیا عرض سجان سو حال مج  
 دکھا کہ یارب دنیا میں کدیر جانوں یا      مرے گھر طرف باکیوں پاؤں یا  
 جو ایسے منے یا علی ناگہاں      ہو اپنے تے یک مرغ آیا دہاں  
 کہ جس مرغ میں رنگتے کئی ہزار      بزرگی میں سیر مرغ سا جہ دار  
 کہ جنت کے مرغ پولاں او دھڑک      ہر یک پر زباں کہ کو دعویٰ کر  
 سول سبز ہو مرغ پر ایک ٹھا      دسین سبز ہو مرغ جو ف بہار  
 جسے سبز منقار یا قوت رنگ      زمر دے جس کوں اوک سبز چنگ  
 دیکھا یا عجب صنعت سجان نے      زمر دہو ریا قوت یک کھان  
 قضا کا قلم اس کھیا تھا سنوار      دسین جس میں کی لاک نقش و نگا  
 مجھے آکو او مرغ کتیا سلام      کہا کچ نکھا غم توں آئینک نام  
 کہ آخر ترے گھر کوں توں جا یگا      اپس گھر کے توں لوگ سب یگا  
 ہوا میں عجب مرغ کے بول پر      نہ سک پوچھیا اس باں کھول کر  
 جو کیوں توں ہمار من بولتا      سو موتی بچن کے تے رولتا  
 کہا سن کو اسحاق علیہ السلام      دعا کر کو مجھ کوں دے یو مقام  
 کہ آدے اگر کوئی یا بابٹ چوک      سو اسکوں لگے کچا چھہ پیاس چوک



کھلاؤں سے ہو پلاؤں سے      سواگ وطن کی دکھاؤں سے  
 انوں کی دعا حق اجابت کیا      تمن بات سی با مجھ کوں دیا  
 سو بوں بول لے مج اور یا جلد تر      اتار یا سویا ایک ڈونگر اُپر  
 بلندی میں کھم رنگ میں جن شفا      کہ کوتہ دے جس انگے کوہ قاف  
 اتھاواں عجب سبز یک مرغزار      دختاں تھے کی بھاننت باردار  
 دے سبز رنگ آسماں سی زمیں      تار یا گ اس میں گل یا ہمیں  
 ہر یک کا لوجوں کے حل سیم کا      ورق جدول سبز پر سیم کا  
 وہیں حل پوہ کرتے اس دھاموج      کہ چپل کی چوچک میں غمزاں کی فوج  
 وہیں پیچ سنبل کے لالے میں یوں      ۹۰، عروساں رخسار پر زلف جوں  
 ہر یک پانت پر بوند برسانت      ہر یک شاخ پر مرغ کی بھانت  
 جتے مرغ دانے خوش آواز تھے      فرشتیاں سونہیج میں ہمارے تھے  
 بچن آئیں مرغ کے سینے تے صفا      صفائی میں نقنوس پرانکے لاف  
 اتھا کر چہ لالہ نمون دل میں داغ      دیکھت باغ مجھ دل ہوا باغ  
 سوا قصہ اوس باغ میں یا نہوں      خوشی سو متبدل ہوا رخ سب  
 تب او مرغ زیرک پس مار پر      سو یک بھارتے چل لیا تو رکر

جسے رنگ خسار خواباں تے لال  
 مٹھانی میں محبوب کے لبشال  
 خنک تھا عجب وصل کے مال تے  
 اوک نرم معشوق کے گال تے  
 سو اوچل اُنے اپنی منقاروں  
 کھلایا اوک لیا مجھے پیاروں  
 اتھا گرچہ اویوہ مختصر ...  
 دلے میں رہا سیر ہو سیر  
 عجب ہو کو پوچھیا میں میں غ کو  
 کہ یک چل تے کیوں مج کیا سیر  
 کہہا سیر ہوتا تو کیا ہے عجب  
 نہ ہرگز تجھے پیاس میں ہو بھوک اب  
 نہ لگ سی چل روز لگے جواں  
 سو یوں بول آخر مجھے چھوڑ کر  
 گیا مرغ جب چھوڑ مجھ کو نکل  
 جوا ایسے میں آفتاب زیریں بن  
 گیا روز کا باز جب چھوڑ باغ  
 چلیا جاگتے نور شید صبا جمال  
 پھلی جب رین جو نقشے نمین  
 گگن پر نکل یوں سار پھر  
 ہو اوجب جگت رین تے نیل فام  
 کیا میں اسی باغ میں تب مقام



کیا ایک پہرین نے جب گذر  
 کنٹیک جھاڑ روشن اوک آیدار  
 ہر یک پات ویک من جوت وار  
 ہر یک پات جوں شمع فانوس تھا  
 زبرد کے پاتاں اُپر با فراغ  
 یو دیکھت عجب روشنی بے بدل  
 گیا جس وقت اس درختاں کنے  
 وکھت صنعتاں پاک پروردگار  
 جو ایسے میں واں میں سنیا کین  
 شتابی سو جاو کھتا ہونج واں ۸۲۰ نہ تھا آدمی ذات کاواں شاں  
 مگر واں کنٹیک جھاڑ تھے باردار  
 کرے گرچہ اون خوش ادا پاسب  
 مجھے خوب شیریں ادا بھی کلی  
 وکھت او تماشے عجب سرسبز  
 بھی دیکھیا کنٹیک اں تماشے عیاں  
 جو ایسے میں اُن خوش بھی ایک پونا  
 بھریا ہر طرف عطر مشک خن  
 وکھیا ناگہاں ایک چشمے اوپر  
 ہر یک پات ویک من جوت وار  
 ہر یک پات جوں شمع فانوس تھا  
 پھرے بھی مگر گو ہر شب چراغ  
 چلیاواں کے میں اس تماشے بدل  
 تعجبوں کچھ سد نہ رہی مجھ میں  
 ہوئی دل پوجج روشنی آشکار  
 یک آواز آیا جواناں من  
 نہ تھا آدمی ذات کاواں شاں  
 کہ پاتاں پھل جس تھے بشمار  
 ولے پات یک نہا کے تھے عجب  
 ولے اس سمجھنے سچ نا چلی  
 کیا حمد سجاں کی صنعت اوپر  
 جو کہنے نہ آدمی نو کا سیاں  
 بھریا ہر طرف عطر مشک خن

جو اس باس تے مست ہو سہر  
 دکھیا میں کنیک جھاڑا بے بد  
 ٹپکتے تھے پاتاں اس بے حسا  
 نہ او باس کیں مشک عنبر مئے  
 بھلا مرے دل کوں او باس  
 گنگن جب بھریا صبح پر نور میں  
 دیکھت شیر زریں میں میدا پر  
 جو مشرق کا فرش زریں نکل  
 کیا سورپس روشنی جب عیاں  
 گنگن پر سرج آشکارا ہوا  
 جگت پر ہوا روز جب آشکار  
 گیا تھا جو او مرغ سکلا مجھے  
 اسی باٹ پر رک قدم استوار  
 نہ تھی یک چہل روز مجھ کو کیا  
 کنیک باٹ ہوا تھے ہو فرخ  
 چلیا میں اسی باس کی کھوج پر  
 جو عنبر تے خوش باس دھڑک  
 بند ادا عطر کے جو معطر گلاب  
 نہ چندن نہ کیس نہ پرل منے  
 رصیا صبح لگ میں اسی ٹھارتب  
 پچھیا مشک تانا کا نور میں  
 پچھیا جلد پیش حمل غناس کر  
 اچایا پوریں شمع داں سکل  
 کئے تب سفرات کے روشناں  
 پارس لگ کچن شگ خارا ہوا  
 کیا و تے تنہا سفر اختیار  
 سو قبلے طرف باٹ دکھلا مجھے  
 چلیا دھر کو امید پر وردگار  
 چلیا رات دن دھر وطن کا آس  
 نہ واں خار خوش نہ واں سنگلاخ



دورِ تیا درخشاں سکل سایہ ار      دسے باٹ سر سبز جوں نئے بہار  
 جتا دشت صحرا و تاباغ تھا      ولے مجکوں تنہائی کا داغ تھا  
 اتھا بوتلاں پر نہ تھے دوستاں      کہ زنداں ہے بے دوستاں <sup>ب</sup>  
 نہ کس سات صحبت نہ کس سات بات      نہ تھا جز خدا کوئی میرے سنگات  
 نہ ہم جنسِ اں کوئی مجکوں ملے      چند سور ہمارا میرے چلے  
 چند ر ہور سر ج حال مجھ دیکھ      گلاوے بولاوے لگن کے اوپر  
 چلیا یونچہ کی روزک بے قرار      بحر حق کی رحمت نہ تھا مجھ اوصا  
 اتا ساقی وہ دور آیا ہے خاص <sup>ب</sup>      پلا جام ہور غیر تے کو خلاص  
 صفائی تے اس لکوں مجھ پاک ۸۵      قیامت کے ہولان تے بے باک کر

### مقام سوم

توں رک کا اے راست جو زائے <sup>ب</sup>      جو یوں ہی مجھے یاد یو داستاں  
 جو بولے علی شاہ سو یوں تمام      تمیم الضاری نے تسرا مقام  
 جو کئی دن کوں دانتے ہوا مجھ گز      یکا یک اے جو بیاباں اوپر  
 جو تھا سر سبز حسن کون خشک <sup>ب</sup>      نہ پیکھی کوں پیکھ مارنے وال مجا

نہ والی قوت کوں چھڑیک سا پزار  
 نہ والی آب شیریں واں مرغزار  
 انھاسے لبِ سخت دور و دراز  
 قیامت کے میدان سا جاں گداز  
 دور نہ دختِ مغیلاں کھڑے  
 سوئی لک ٹھننے ہوئی لک پڑے  
 اگر کئی دھڑپاؤں اچھانوں  
 چھپے عارتے چھانوں اوتیز تر  
 سکل دشت جو دشت الماس تھا  
 چھڑیا پکے میرے رکت ماس تھا  
 دسیا نہیں بجز خشک اں جل مجھے  
 ۸۶۰ کر ہی تنگی بہوت بیکل مجھے  
 اتھا دشت بے آب ایسا عجیب  
 کبھی نہت بیاباں پو یا دھوم  
 جو خضر آئے تو واں اچھے خشک  
 سو ہر طرف غول کا تھا جوم  
 نظر چاہ کیا ہو کو میں بے قرار  
 دسے مجھ کوں غولان ہزار ہزار  
 ہر یک غول میں کئی ہزاراں فیہ  
 ہر یک حسن ہو رنا میں بے نظیر  
 چخیل انکے حد آہوئے شیر گیر  
 یکایک انوں میں نے یک بے بدل  
 مجھے دیک کر آئی مجھ پاس چل  
 اوک پیار سو مجھ پو او پیار ہو  
 کہی یوں دلا سے سو غم خوار ہو  
 چلیا جیو میرا تر حال دیک  
 سب کیا کھڑیا تچو لو انکے سخت  
 جو دیکھیا توں ایسا بیابان



پڑیا کیوں ایسے دے آب میں ۸۰ سو ایسے بلایاں کے گرداب میں  
 ہوا اس بیاباں میں جس کا گذر گیا جیوتے اوسوسن سوس کر  
 مرادوں ترے غم سو ہے چاک چاک کہ دشا ہے توں پیاس تے بی ہلاک  
 اگر تک جو میر سنگات آئے گا خلاصی توں اس پیاس کے پائے گا  
 درنگی ٹوک توں بگی سوں چل کہ یک جل پلاتی ہوں تجہ بے بدل  
 سوا قصہ دکھلا کو یک مجہ ستر چلی یک طرف لیکو محکوں شباب  
 سو میں ل میں امید پانی کی دھڑ چلیا اسکے ہمراہ چالاک تر  
 دیکھیا واں نلک جا کوں جب شتا نہ تھا آب واں تھا اگر یک سراب  
 دغا سوں چلیا لا کر ی مجہ ہلاک اتھی یک ہلاکی سو ہوا لاک لاک  
 بزاں واتے او دشمن بد گھر نظر گھات کی رک مر جیو او پر  
 مبدل کر ی حسن اپنا سکل اپس اسل رشتے سوں آئی نکل  
 پھرانی اپس شکل ہو رہیں کوں کر ی رات اپس جن کے پس کوں  
 کہ جس شکل کوں دیک شیطاں ڈر اگر اصر من ہو تو جھل مرے دن  
 ہر یک انت خجر من تیز تر سکل نک فرنگا تے خوں ریز تر  
 دہن غار سا جبیں اڑ دھا نہ ہو دیو چنگل تے اس کے رہا

اتھی کچ تپی زشت روزِ شبنم  
 کہ زشتی میں اس نابِ ناسخ  
 میں اس غول کے ہول تے بے درنگ  
 لگیا خنائے ہر طرف جوں خندنگ  
 لگی او بلا دور نے مجھ دنبال  
 عجب کچھ کھربا سخت مجھ پر وصال  
 نہ چھپنے کو جاگا نہ چلنے کو تاب  
 نہ کہنے میں کچھ آئے مجھ پر عذاب  
 ہوئی جب مرطیق طاقت تمام  
 سوا قصہ آخر کوں اے نیک نام  
 سبکیا سودا پیر پڑی پاس ۸۹۰  
 میں پڑنے لگیا رک خلاصی کی آس  
 ہوا اس دعا کا اثر آشکار  
 ہوئی او بلا غیب بے اختیار  
 پھر باواں خوشحال آرام سوا  
 کتیک کوں میں جلد خوش کام سوا  
 ولے پیاسو بہت انتھانا توں  
 جو ایسے میں وا دور تے ناگہاں  
 دیا یک کہستان میں مرغزار  
 ہوا پر تے مرغلاں کتیک بشار  
 انتھا بہو بے تاب پانی بدل  
 یودھت گیا واں تلک بگایل  
 دیکھیا واں کتیک جھاڑ تھے بار  
 سوا مرگے چشمے بھرے ٹھارٹھا  
 انتھا باغ یک دلکش بے نظیر  
 ہر یک چشمہ لذت میں ہم شیرینیر  
 تناول کیا واں کتیک تو پھل  
 سو یک پیاس پانی پیابے بدل  
 سواں پا کو آرام جو دل منگے  
 تو انا ہو کر بھی چلیا میں انگے  
 چاہے



یکا یک دیکھیا ایک صحرائے  
 جویک کوہ غلطاں مہر سامنے  
 مہابت سول آتا تھا پوشتا  
 جو اس دیک مجھ عقل نالیانی تبا  
 نہ اسکوں تھے دست و پا شکر  
 چلے باٹ ہمنائے خوش راہ و  
 عجب ہو کیا میں مرد سول تبا  
 کہ چلتا ہے کیوں پوچھ پازوں تبا  
 مرے دل کو مجھ کوں تھا پوچھ کم  
 جواتے میں او آجے کر سلام  
 کہا کچھ نکو ہونوں مجھ پر عجب  
 سمج کر اچھے کچھ نہیں ہے سبب  
 مرانوں توں دیک قرآن منے  
 کہا دابة الارض سبحان نے  
 کہ جب ہو قایم قیامت کا روز  
 جو اس روز کا بھی نہایت سوز  
 زمیں شرق تے غریب پاک مٹا  
 کف دست ہوے گی بے خلاف  
 سرفیل کی ایک بھی کوں منے  
 او ٹھینکے پس خواتے سب جنے  
 اچھیکا تب اس وقت میدان میں  
 ہر ایک شخص اپنی اپنی میان میں  
 نہ ماں باپ کوں رفرزند کا  
 نہ خیمشاں کوں کچھ یاد بیوند کا  
 سونیزے کے خاص قناب لگا  
 دیکھت تبا لوگاں کا سب لگا  
 ہر ایک شخص کا چہرہ لگا لگا  
 حرارت نئی خوے سینے تلک  
 موکل جہنم کے سب ڈھانگے  
 سودورخ کے میدان میں ٹنگے  
 ۹۱۰ ہر ایک شخص اپنی اپنی میان میں

جتنے منکراں ویک کر اوسعیر  
 کہیں اِنَّ هَذَا الْيَوْمَ عَسِيرٌ  
 سولہویں گے ذرے ذر کا حسا  
 ہر یک کوں کہنیکے کہ اقر اکتا  
 عمل سب کے جو کھیں گے میزان میں  
 کر یگا خدا عدل اومید میں  
 نہ اس ل میں ظلم کی باس کچ  
 نہ کفار ظالم کوں اس کچ  
 مگر اوجو کئی حق کی طاعت کیے  
 سو اخلاص دل سو عبادت کیے  
 چھینکے انوعش کی چھانوں ۹۲  
 سنوارینگے جنت کوں انکے دل  
 جنوں جو ایما کا ہے شرف  
 سوا پائینگے باٹ جنت طرف  
 نب اس وقت پاک پروردگار  
 مجھے اہل صورت سو کر آشکار  
 سو یوں حکم فرمایا مجھ اوپر  
 کہ مومن ہو کر کافرین فرق کر  
 کروں گامیں اس امر کا پائشرف  
 شقی یک طرف ہو سعید یک طرف  
 چلیں گے جہنم کوں سار شقی  
 سواوینگے جنت کوں سب شقی  
 جہنم میں آتش سوں کفارز  
 بہشتی ہو حوراں سوا علی بہشت  
 مجھے اس سبب حق نے پیدا کیا  
 مرا کام پو ہے خبر سنجہ ویا  
 کہا میں بڑا لکڑاں کے پاک  
 مصیبت عجب پو ہے دین را  
 ولے رنج و محنت سو جاتا ہوں  
 ولے گھر کی مارگ نہ پاتا ہوں  
 رستہ



کہو مجھ ایسا کس طرف جاؤں یا ۹۳۔ مرے گھر طرف یا کیوں یا نوں یا  
یوسب سن کہا مجھ اوصاف شرف کہ اب تبت تم جاؤ قبلے طرف  
چلیاواتے قبلے طرف راہوار اوک دل کوں رک حق سوامید وار  
ایسا سانی آد کوں مجھ دے جلا کشتی میں مجھ بھر کوں دیا پلا  
مرد کی کشتی کی تختیاں کوں ساند سو او زر کی کشتی کوں و زار باند

## مقام چہارم

طبیعت کے ملاح نے پھر کو ساز چلاتا ہے یوں اس سمندر میں بھار  
کہ شہ سوئے اس وضع آشکار مقام چہارم تبسم انصار  
جو کے دن چلیا بعد اس پا پر پڑی ایک ڈونگر طرف مجھ نظر  
جو خوش شکل تھا ہو خوش آواز تھا سو کوہ طور سا جب میں کم ایاب تھا  
تھے سنگ اس کے دسین چلتے صاف دھریں روشنائی میں چھ ہر پوراف  
سو اس کوہ الوند کے سیس پر ۹۴۔ دسی ایک مسجد عجیب خوب تر  
جھلکتی تھی یوں اوک نورسوں کف موسویں کھ کہ کھ طورسوں  
گیہا دل میں خوش حال میں ہو کوواں کہ ہو گیا مگر کوئی انسان وال

چلیا خوش ہو دو گھر کے اپراں میں  
 دیکھا اس میں ایک عابد پیر <sup>اوپر</sup>  
 سو دنیا گری شہر کوں چھوڑ کر  
 ہوا ہر سوس کر ص کوں وداع  
 انتہا حق کے دیدار کا شہ لب  
 انکے جا کو اس کوں کیا میں سلام  
 کہا کیوں تو لیا ہے خشکی تے یاں  
 نہ دیکھیا ہوں میں آج لگ تجھ بغیر ۹۵  
 کہ کرنا سکے کوئی خشکی کا سیر  
 مگر جھار دریا میں آتا ہے جب  
 پوچھا ان کوں میں میں سنیا لدا  
 کہے جاتوں بھترال اس غار کے  
 گیا دانتے اس غار میں ہو قرار  
 ایسے جھار اس ٹھار تھے کھوڑا  
 درختاں صفت حق کی کرنے بیاں  
 ہر ایک جھار کی شاخ میواتے بھر  
 گیا وہاں مسجد کے بھترال میں  
 جو تھا عشق تے گرم دنیا تے سر <sup>اندر</sup>  
 قناعت کیا حرص کوں توڑ کر  
 نہ تھا اسکے منظور جزا قتل متاع  
 نہ تھا اس خدا باج و سہرا طلب  
 دیا جاب <sup>جواب</sup> محکوں علیکم سلام  
 کہ خشکی میں جس جیل سکے ناہیاں  
 مجھے آدمی زاد دستے ہیں تب  
 کہ چلتا کیوں فوت تمنا کوں یاں  
 بزاں صنعتاں یک کرتار کے  
 دیکھیا باغ واں ایک ٹہنی بہا  
 کہ واں دسے وہم بانیکوں با  
 کئے تھے ہر ایک شاخ اپنی زباں  
 دھریں حق مسجد میں <sup>اوپر</sup> سحر چوین  
 زین



بہتے بھوت چٹھے اٹھے اسمیں  
 کہ فرہاد کے چشم اچھتے ہیں جیوں  
 سکل باغ میویاں تے پر بار تھا  
 بہتا آب ہو رہ سبز ہر بھار تھا  
 کتیک تور میوے تناول کیا ۹۰  
 سو یک پاک چشمے میں پانی پیا  
 گئی مجھ تے کئی روز کی بھوپیاں  
 گیا سیر ہو پھر کو اس پیر پاس  
 کہا بیٹا اُن پاس میں باوہ  
 کہو کیوں تمہارا ہے پوشاک اب  
 کہے پیروں دوسرے بعد از  
 جہاز ایک آتا ہے دریا میں یا  
 سو میں دیکھ کشتی کوں دریا بھتر  
 دھواں دیکھ کر اہل کشتی شباب  
 دھواں دیکھ کر اہل کشتی شباب  
 مرے واسطے لیکو آتے ہیں یا  
 یکا یک دیا دور دریا بھتر  
 بزاں پیر کشتی کوں دیکھ کر  
 دھواں دیکھ کر اہل کشتی شباب  
 دے لیا کو اس پیر کوں باتمیز  
 بزاں میں انوکوں دعا کو نیک  
 کہے کیا او حاجت سو بولو تھے  
 تمن حکم پر جیو سوں راضی ہئے  
 ہیں

کہے جبوں عینی فلک پر رواں  
 وہ لے کوئی آیا خوشی کی سیر  
 انوکوں تمیں جہازیں کر سوار  
 یو سب من کو راضی ہوا ایسا چار  
 لہجہ کئے جہاز پر تو سوار  
 سبک سیر تھا اس گراں بار سا  
 چلے جاں کہے مویں کی مویں با  
 ادیک جلد تھا گرچہ بے پایے تھا  
 کہے دیک کشتی کوں توں سیر  
 اگر بیگ جانے کا ہم آ پڑے ۹۸۰  
 سٹی او مجھے لیا کو کر کے اوپر  
 پھرے جہاز او جوں ن باروار  
 کرے پانوں یو پیٹ میں لیکو دھا  
 عجب یو جو یک ماہ نو پر سوار  
 ترک کاٹ کے اس اران منے  
 سورج کئی دین تاسو معج توں  
 رین میں زمیں یوں دے تابدار  
 اہیں تے اچھا ہے میرا سویاں  
 نہ دیکھا تمہم انصاری بغیر  
 ایں سات بستی میں چھوڑا وقتا  
 لہجہ کئے جہاز پر تو سوار  
 چلے جاں کہے مویں کی مویں با  
 سو پائے نت آب پیماے تھا  
 کہے دیک شہر چلتا ہے پانی اوپر  
 اگر ہم سات کشتی او کشتی کرے  
 نکل پل میں گئی یوں سیا سیر  
 سو یک پیٹ میں اس طفل نزار  
 کہ جوں پیٹ میں سانپنی لیکو پانوں  
 ہوے تھے سو جوار ہزار ان نزار  
 بیٹھا میں بھی خوش وقت یاراں منے  
 رو پیری ٹکٹ صاحبذنی میں  
 دسین جل پو دیک ہزاراں ہزار



دیکھت ہو مٹا شے عجب سرسیر رہیا خوش ہو میں اس تماشے پر  
 سولہاں خوشی کی اوک فوج فوج چلی دل بوجہ جوں کے دریا کی موج  
 کہ مر جائیگا شاخاں اس بلجھا ۹۹. کلیاٹھو کیا نکلیاں تھیا محو دل بھار  
 نکل گئی مر دل تے اوغم کی بات رہیاں ہو کو خوش حال یاداں سنگات  
 چلے یونچہ کی روز لگ سار ہو اپس میں اپنی جو کے یار ہو  
 یکا یک یک روز دریا بھتر دیا ایک ڈونگر عجب سخت تر  
 سو او کوہ کا نانوں کہنے رکھہ اپڑنا سکے جس پوکس کا نگاہ  
 سکل کوہ کوں دیک روزے لگے امید اں اپس دل سول ٹھونے لگے  
 دلاں کوں لگی آگ اس کل منے چلیا دل ہر یک کا اس اوکل منے  
 ہر یک دل پویشیک ہوا یوں عیا کہ کشتی بھوٹگی اتا جا کو واں آفت  
 یکا یک اوٹھیا باد طوفان کا جو غالب ہے تقدیر سجان کا  
 ہوا باد طوفان سمندر کو خوش یو دیکھت گیا اہل کشتی سوں ہوش  
 بزاں باد کشتی کوں اس کوہ پر ... لجا کر بچھا ریا عجب سخت تر  
 ٹوٹے بند کشتی کے لگ اور خام تفرقہ ہوے اہل کشتی تمام  
 قضا کا ہے سیلاب سجد کبیل کہ تدبیر تقدیر سوں ہے چل

تفرت ہو یا راں سوں میں بسر  
سلامت رہا ایک تختے اوپر  
نہ یا راں میں اں کئی مد کا تھا  
انھا میں کیلا خدا یا رہا تھا  
کوتیک روز موجاں پا ہاں ہو  
بہنا تھا میں تختے پو بے حال ہو  
یک ایک یک روز باد شمال  
سیا لیکو کر کے پو محکوں سنبھا  
تیا محکوں سردی کری تھی اثر  
جو میں کیاں پڑیا تھا نہ تھی خبر  
پڑیا تھا میں کی وقت آتا تھا  
ہو واجب میں سورج کی گرمی گم  
برسا تھا مجھ اوپر آفتاب  
سوا پر یا کتک روز پر ایک ٹھا  
چلیا اوٹھ کتک باٹ میں مہم  
عجب جھاڑ خوش قد و پر بار  
نوں بولے ہر یک جھاڑ کے سین  
بھٹا ایک چشمہ تھا اس تلار  
بزاں لے اوخر ماتا ول کیا  
اٹھا پیاس ہو رہو کتے ناکام  
سواں روز آسودگی کے بدل  
اناساتی اولیا شراب کہن  
شکل خوشنماں میں کیا رہتے  
ستاریاں کی بھیلے بندے تھے مگر  
کہ امرت سدا جنتے مانکے اودھا  
سواں پاک چشمے تے پانی پیا  
توانا ہوا پا کو آرام ہیں  
رہیا یا علی و انجہ اس جھاڑ تل  
جو سٹنا گن اتر دھا کے من



کہ تا دم بدم پی کو اوجام ص  
اچھوں غم کے میں اتر دھلا ص

## مقامِ خیم

قلم کا بھونگ سرس کا بھار کیا اب جو اہر کئی یوں آشکار  
جوشہ سوں کہے یوں سراپا تمام ۱۰۲ تمیم انصاری نے خیم مقام  
کہ آخر کول ان پڑیا وہاں روز اوتار یا گن پر وہ شام جب  
پڑی جس وقت ترکاں کی ص ل گیا رنگ کا بادشہ حال حال  
شہ ترک سہک تے دھسنے گیا تو زنگی نے کھول ہسنے لگیا  
جو سورج کا کچن ہوا بے نشان دیانت شفق لعل رومیا کے لعل  
کچن شمع جگتی ٹھنڈی ہو نکل روپری شمع داں سلگے کل  
چھپا غب میں جوں گہر آفتاب بھری درج میانی او ورتوش  
جو اہر کا درجک ہو اجب گن رین نار گوہر کا پیمنی برن  
سیاہی بھری آگے چار جام زمیں عنبریں آسماں مشک فام  
سو ایسی سیہ شب میں اں یک رخن اوجالا دیبا مجہ کو شعلہ منن  
مرکول میں بولیا اجالا او دیک ۱۰۳ مگر دھنکراں کی جماعت ایک

کہ جانیکوں ٹھڈاگ سلکائے ہیں سو آنیکوں گرمی دھنی بھائی  
 سوالبتہ اوباٹ دکھائیں کر چلیا اس جالے طرف رکھ نظر  
 کیا جب نظر ہو کر کیا خوف وال نہ تھا کچ بی وال آدمی کا نشا  
 کتیک دھیک ہیرا تھے کھان کے کتیک نعل یا قوت مر جان کے  
 اتھا جوالا اودسا سو وال کہا میں یوسب دیک کر بعد زل  
 جو کس کوں خبر بھی نہیں ہا ہاے جو یو بے بہا ہاے ہا ہاے آئے  
 کتیک دانکے جو مرا جا کر لیا مرے دل کو میں بند ہو کر دیا  
 یو کیا حرص غالب ہے انسان کے جو دھرتا مرے لگ طمع سرسیر  
 سو ہیں حرص کے حرف خالی تمام اسی تے حریصا ہیں خالی مدام  
 طمع خواہ کرتی ہے انسان کو ۱۰۴ سو لیانا ہے پھاندے میں جیوں کو  
 پڑیا ہوں میں کو کس ٹھار پر کہ جاں جانور مارتا نہیں ہے پر  
 مجھے کام آتے ہیں کیا گوہر لہا جو لگتا ہے جاں جیو کا گوہر گر لہا  
 مجھے منجہ یوسب ملامت کیا براں وانچہ او نعل سٹ کر دیا  
 جو ایسے میں یک اندوھا عظیم کہ جس شکل میں کئی عذاب الیم  
 دسے یوں اگن اسکے مکہ کے بھتر توں ہو کہ سلگیا ہے دوزخ مگر



سو اس مکہ تے جا لگت جو چھو کے چلے  
 کچا ہو رسکا اس تے ملکر چلے  
 دیکھیا میں سے اوجھے دیک کر  
 لگیا دوڑنے نیٹ میرے اوپر  
 نرغ دل مارا سو درزاں ہوا  
 سکل آنگ جوں بید لڑاں ہوا  
 انتھا صامیدانہ چھینے کوں ٹھال  
 بندیا اسکی دہشت چلنے تے پاؤں  
 دھندیاواں جتا باطن آشکا ۱۰۵  
 دعا باج دو جانہ پایا ادھار  
 سیکھا تھا دعا پیر پرچی پاس  
 کیا اس دعا کا برکت اثر  
 سو پڑنے لگیا حق کی رکھ میں  
 وے اسکی دہشت بے اختیار  
 ہو اغیب اثر دھاریں کے بھتر  
 چلیا وانے میں میں ہو راجا  
 نہ قوت بدل قوت کا ناں تھا  
 نہ رہنے کوں بستی نہ چلنے کوں پاؤں  
 سو اس درد غصے تے ہو بقرار  
 نہ راحت بدل چھانو کاٹھاں تھا  
 نہ جاگوں تو راحت نہ سو کاٹھاں  
 جو کئی سال میر پو بوجال ہے  
 گریہیں یک جھاڑ کے میں تلا  
 مگر کچھ کیا ہوں گناہ غصیم  
 ہر یک روز میر پو کئی سال ہے  
 کہ ہر روز ہے مجھ عذاب الیم  
 سو عالم کوں جنیا تو پر و پے  
 مجھے تو انا موت محبوب ہے  
 کیا یوزمانے تے بے حال مجھ ۱۰۶  
 ہوا ہے زمانہ انا کال مجھ  
 اب آفت

اول دیکو کشتی سوں کشتی مجھے  
 بچھاڑا رہی بھی کون کشتی مجھے  
 عجب اس زمانے کی ہے سخت چال  
 جو پیا سے اودھ کوں نہ بکھا کر زلال  
 پئے میں تلک پھر کو کرنا ہے کھٹا  
 سو لیتا ہے پھر چھپیں اب جیت  
 دسی یک کدی جھکوں کل شکا  
 جو اس میں چھپیں خارجہ میں ہزار  
 کدی یک نہ پایا ہوں میں یک کشتی  
 عوض اسکے ہے اک محنت کشتی  
 نہیں غم سننے کا انا جہ میں تبا  
 کہاں لگ میں اس دھاسوں  
 انا جو مرنے پودھ نہ بھلا  
 سو یوں بولوں جو دینے منگیا  
 جو اس غم کے جیتے سو مرنے بھلا  
 انا ساتی او جام خوش دھاسے  
 سو ایسی کف ریسماں ہا دے  
 سو یوں بولوں جو دینے منگیا  
 کہ تاکا د میں لیکو اور ریسماں ۱۰۰۰  
 چڑوں یک بلندی او پر بے گنا  
 چڑھوں

## مقام ششم

اتنا سن توں پوداں نامدار  
 جو اپنے مقام ششم کا بیاں  
 جو کرتا ہے راوی یوں آشکار  
 کئے یوں تیمم انصاری عیاں  
 کہ جب دروغے سو میں ہوں  
 منگیا جو اپر گھات کرنے پس



شبابِ اٹھ کو ڈھنڈے لگیا چوٹے سنگ  
 کہ تمار لہیں پس بے درنگ  
 جو ایسے میں پیدا ہوا ایک جوان  
 کہ تھا خوب رو ہو تیریں باں  
 کیا تھا پس تن پودنیا لباس  
 جو اس دیکھ دہشت گئی مجھے تناس  
 تیرا خند و رو گل من تازہ تر  
 ہوا دل گلستاں سے دیک کر  
 مرانا نوں لے آ کیا مجھ سلام  
 کہا کچھ نہ کھا غم توں آینک نام  
 اپن جیو پر قصد کرتا ہے کے  
 ہوس مرگ کی دل پودھرتا ہے  
 توں مارگ وطن کی اتنا پائیگا  
 ۱۰۸۰ سلامت تر گھر کوں توں جا گیا  
 تیرا رخ تیرے توں ضائع نہ کر  
 اتیا یاں تے نزدیک تیرا ہے گھر  
 کیا ہوں سے میں سے بعد از  
 کہ تیرے پوچھت اچھو اے ہوا  
 کہنا جو کربات مجھ اس پریشانگاہ  
 دلا سے سوں بخشیا توں نازی جیا  
 بچھڑ گھر سوں مجھ کوں ہو بھوت  
 کہوں کیا جو کیا سخت ہے مجھ پو  
 قبیلے کوں میرے مجھے کر جدا  
 دیا چرخ یوں چرخ مجھ کو سدا  
 جنارات ہو دیں جاتا ہوں میں  
 تو مارگ وطن کے نہ پاتا ہوں میں  
 جھجی ہاں اس غم تے میری کل  
 وے کاش جانا نہیں جیو کفل  
 سدا دل مج اس غم تے رنجور ہے  
 زمیں سخت ہو آسماں دور ہے

سوسا کر کے تن کنن دیکھ ب سویاں ہو کو سلتے مرے بال  
 مرے تن میں کاٹا ہر یک بال ہے ۱۰۹ ہر یک بال میرے عجے کال ہے  
 اجل بی دیکھو بیگ آتی نہیں یو دم یک رصیا سو بجاتی نہیں  
 ہوا ہوں مگر ضعف سو بے نشان تو پاتی نہیں ہے اجل مجھ یہاں  
 اے خلق جیتے کوں یو دوست کہ پودر دنازا ہے دور و دراز  
 یوں بھی دلا سے سو بولیا مجھے کہ تجھ گھر کوں اپڑا نو نکا میں تجھے  
 اتاکچ نکوڈرتوں کے اینک ذات کہ مجھ سانگ کاتی ہے تیرے سنگا  
 کروں گا تجھ ایک ملک کا بادشا اگر شرط میری رکھے گا نگاہ  
 مری شرط سو پوچھ ہے والسلام کرے توں جو کچھ میں کہو سو بچ کام  
 یوں شرط خوش ہو دیا میں جو کہ جو توں کہے سو کرونگا شباب  
 بغیر از ترے حکم میں ایک کام نکروں مری شرط یوں تمام  
 کیا اس سو جو شرطیں سرسیر ۱۱۰ ہوا بھوت خوشحال میرے اوپر  
 بزاں مج کہا یا بچہ اچہ توں نبھا یہی جا کو آتا ہوں تج پاس تال  
 سویوں بول جا ایک لحظے منے طبق ایک لیا یا عجب مجھ کنے  
 اتھا گو نہ کوں اس طبق میں طعام بھی میو حسن حسن کے تحفے تمام  
 پھر



او نعمت ہو ریوے کھلایا مجھے      سولیا آب شیریں پلایا مجھے  
 اسی شرط پر ہے توں ثابت قدم      کہا ہوے ثابت ہو میں مہدم  
 سویوں حجتے اقرار لے استوار      دیا کاڑیک ریسماں گرہ دار  
 کہا رک جتن بھی تری جو یوں نہ      کہ جاں جس وقت محکوں اپنے گزید  
 توں یوریسماں سٹ مرا نگہ پر      کہ جیو داں میں پانو لگا سر پہچے  
 انجے ایک بڑا کام ہے مج ضرور      سواو کام کرتا ہوں تیرے حضور  
 مرا کام جب ہو یگانہ تمام ۱۱۰      کرونگا ترا کام میں والسلام  
 زمیں پر سویوں بول غلطان ہوا      یکا ایک یک مرغ پران ہوا  
 ہوا قذوقامت سو غنقا مشاں      کہا تو پکڑ پانوں میر سنبھال  
 میں اس مرغ کے پانوں پکڑیا      ہوا پر اوڑیا سیکو مج بے حساب  
 سودور و زور بعد از ہوتے انز      اوتا را مجھے لیا کو یک کوہ پر  
 خوشگی میں تھا نیم دریا میں نیم      کہا یک گھڑی اچہ توں یا اے سلیم  
 یدی جا کر آتا ہوں یو کر گیا      سونا چار اس کوہ پر میں رہیا  
 کتیک وقت گزرے پو آیا اونے      سو میوے کتیک خاص لیا یا اونے  
 سو میو کھلا محکو بو لیا شتاب      کہ ہاں بھی پکڑ پانوں میر شتاب

نوے کی دلا سے بھی پیدا کیا مجھے اس دلا سیا سوں شیدا کیا  
 آنا ساقی اوجام لیا ہے بدل ۱۱۲۰ کہ جتنے کھلیں خوش دلاں کے محل  
 پلا و مبدم بھر کو اوصاف جام کہ دل کے کھلیں فضل جرتے تمام

## مقام ہفتم

خرد کا اور بامرغ یوں کھول پر جو اس آستان بلند کے ابر  
 کہ بولے تمیم الضاری تمام علی شہ سوں یوں کھول ہفتم مقام  
 کہ میں اس دلا سیا سوں خوش ہو کیا قید اس مرغ کے پانوں  
 تبا و مرغ زیرک چلیا ہے حجاز مجھے اس دریا پر تے لیکر شتاب  
 سو دور و زبید زہوا کے بھتر دیا ایک خبریرا عجیب تر  
 فراخی منے تھا ارم سا عظیم جو فردوس کے باغ سا خوش نسیم  
 اتھا اس جزیرے منے یک محل عجب خوش نمائی منے بے بدل  
 سو یک قفل اس پوچھا سخت لکھے دو کلیمے سو اس قفل پر  
 اول یک محمد پو ایمان کا ۱۱۳۰ بھی دوسرا کلیمہ سلیمان کا  
 ہو امرغ غلطان اسی قفل اول اول سار کا پھر ہوا نوجواں  
 جیا



پوچھیا مجھ کو ثابت ہے اس پڑے  
 مجھے کام سوں اسکی میں تھی خبر  
 کہا تو ثابت ہو میں لے جو اس  
 نکورک تو اس باتیں کچ گماں  
 جو تاکید کتیا ہے قرآن منے  
 دفاعہد کا پاک سجان نے  
 ہمیں بن کے حکم سب ہیں تن  
 سو ہے ایسے یک شرط کرنا جتن  
 یوں بات خوش ہو ہوا ہے ہر  
 گیلے شتابی سوں اس قفل پا  
 بزاں کاڑا پس کن تے یک یسا  
 چلیا لیکو مجھ اس محل کے محتر  
 کہ اس یک محل میں تھے تو محل  
 اتھے دیو شیطاں کھڑے سو ہزار ۱۱۴  
 جو تھے سانپ ہو رکنز دماں بنیا  
 شیطاں ہو مار کنز دم تمام  
 سو یوں دیک بولیا مجھ او جو  
 سو یوں دیک بولیا مجھ او جو  
 کہ تا باٹ چھوڑیں بلا یاں  
 خضر کچ نہ دیوں تنجے ہو مجھ  
 کہا چول تھاپند محکوں جو اس  
 سواور یساں دیک کر باوب  
 اتنا دمبدم ساقی لیا اونبید  
 سٹواں بلا یاں اپر رسیاں  
 ضرر کچ نہ دیوں تنجے ہو مجھ  
 سٹیا اوس پلا ماں طرف رسیاں  
 دیاں باٹ ہمن بلا یاں می سب  
 کہ ہل من مزیدیم ہل من مزید

میں جم جم ہوں جم جام کا مشتری کروں تخت جم کا ہوا نگشتری

## مقام ہشتم

روانی کا زر گر جو تھا دور میں رکھیا یوں اس انگشتی پر نگین  
 جویوں شہ سوں بولے نیم انصاف پس کے مقام آویں کا بچار  
 کہ چھوڑیاں بلایاں ہمیں بات ۱۱۵ کے سیر آٹو محلاں کو توب  
 رکھے جب محل نہم میں قدم دیا او محل جوں گلستاں ارم  
 دھر تھے مکمل وہاں بیک تخت ستا تھا اس اوپر ایک نیک  
 اس انگشت میں تھی یک انگشتی دسے روشنائی میں جوں مشری  
 جو اس تخت کے پاساں بانہ اتھے از دھاد و سود و نو طرف  
 پوچھیا میں سے تب یو سب دیک سیتا سو جو او کون ہے تخت پر  
 بیتے دیو ہور از دھل کے ہیں یا توں کے پاں آیا ہے کر مج بیاباں  
 کہا اُستے سوانو کا ہے نام سو ہتر سلماں علیہ السلام  
 توں یاں دیو شیطان جو دیکھتا سو اس مرد کے پاساں میں تھے  
 میں اس سب ہوں قوی ناتواں جو اس سب کوں کر زیر یا ہواں



انگوٹنی جو دستنی ہے اس ہاتھ ۱۱۶۰ عجب کچھ قوی ہے کرامات میں  
 بلایاں جتیاں جو ہیں پاکست اس انگشتی کیاں میں سب زیورست  
 دیا ہے اس انگشتی ذوالجلال سوکتیا ہوں میں کٹا سکوں تال  
 بزاں دیو شیطان جن و پری اچھینکے مرے حکم میں سرسری  
 سو کی سو برس مجھے روزِ شیب اس انگشتی کا ہے دل میں طلب  
 تو اتنے مشقت سودھایا ہوں تیرے رنج محنت سوا یا ہوں  
 کہا میں یوسب سن سنا ہے جو ہوا کیا جو سختی تے آیا ہے یاں  
 یو انگشتی کیوں تجھے آئیگی سلیمان کے کیوںات تے جائیگی  
 ہسی کوں کہاں باک شک کا تبا کہاں شب پرک ہو کہاں فتا  
 ہما کے برابر نہ ہوتا ہے زاغ نہ ہر بوند ہوئے گو ہر شب چرخ  
 نہ ساجے ہر یک سیس پر تاج زر ۱۱۶۰ نہ ہر یک کمر پر کمر بند زر  
 نہ یا قوت ہوتے ہیں ساگر چھتر نہ دھرتی غنبر ہر خندق کی مگر  
 نہ ہر سر سزاوار ہے تاج کو کتے تاج کوں ہے کتے باج کو  
 یوسن مجھ کہا یوں نہ ہونا امید نکو کانپ دہشت سوا جو شاخ بید  
 مرے کام پر اچھ توں ثابت قدم بھی کس بات میں توں نکو مار دم  
 اور

توں ثابت قدم اچہ تری شریک  
 کیا اسکی دہشت تے میں قبول  
 چلیا دلتے شوخی سوا او تخت  
 گیا جلد او تخت کے پاس جب  
 پڑیا ہو کو بے ہوش تب او جوان  
 پڑی رسیاں اسکے پرال جب ۱۱۸۰  
 دوچہ بار بھی سار ہونے چلیا  
 بھی اس پر سٹیا جلد میں رسیاں  
 کیا قصد بھی پھر کوئی لاک لاک  
 سٹیا تب ان کی طرف او جوان  
 دے باٹ تب اتر دھا با ادب  
 کہا اوٹھ خوشی سو بڑے بخت مج  
 نہ اس تخت کوں ہو سکے کوئی قہیب  
 اچھو کیوں نہ خوشحال ہو دشمن  
 بزاں بیٹھ شوخی سو بول لک  
 بھی کچھ زیادہ سی بات مجھ سو نہ کر  
 لیکن ہو سخت دل میں طول  
 سلیمان کا سار ہونے کوں تخت  
 سٹی اس پر اتر دھا اک تب  
 سٹیا آپ میں دور اور رسیاں  
 ہوا او جوان پھر کو شیار تب ۱۱۸۰  
 بھی اتر دھا سٹیا اک سو تملیا  
 سو پایا جوان پھر کو تاب تو  
 منگے اسکوں کرنے کوں اتر دھا  
 اپس پاس تے کاڑیک رسیاں  
 گیا او جوان تخت پرال تب  
 جو آیا سلیمان کا تخت مج  
 کسے ہوئے مجہ باج ایسے نصیب  
 سو پایا ہوں کی سو برس کی مر  
 رکھیا کاڑنے بات انگوٹی پر



سو ایسے میں تھی ہانک یک ہولنا ۱۱۹۰ گنگن ہو جس ہول تے چاک چاک  
 زمیں ناسکے سوس جس کا گزند سنے پر چھٹے کوہ کے بند بند  
 سنے گرد و حکم اس کی جن پری تڑک جا کلچا لگے منحصر تحری  
 سنیاجب جواں ہانک ایسی کہل گیا ہوش اسکا سب سے کل  
 پڑ یا سرنگوں تخت تے سد گنوا کلچا تڑک دل تڑک مد گنوا  
 لگی جب سے پاک کی سختیاں دیا کئی عذابوں اسپں کا پران  
 اوک تلکھلی سوں دیا جو حب میں دیکھت عجب بار صبا و عجب  
 سو ایسے میں آیا ندالے حساب کہ ہاں اے نیم انصاری شباب  
 نکل جا کے آیا ہوں اس کے سنگات سنیا کے تو اس دیو کیش کی با  
 جتنے کشتاں میں تو باغی ہوا نہ اس دیو سا کوئی طاعی ہوا  
 کہ مہتر سلیمان جلاں تھے حیات ۱۲۰۰ اتراں سوں یو باغی ہے ناپاک  
 یو قوت میں دیواں یو غالب تھا سدا اس انگوٹھی کا طالب تھا  
 تو شوخی سواں تخت لگ آیا سونا چار اپیت کیا پایا  
 محمد کی عزت بدل ذوالجلال بچا یا تیج اس ہانک میں اتنا  
 اگر اس سے ریکہ نہ ہوتا سب تو بیج جان تیج بانچا تھا عجب  
 یوسب سکو پوچھیا اُسے میں نشا کہ توں کون ہے سو مجھے دے خوا

کہا ناؤں میرا توں جبریل جا  
 کہا میں کہ جانو میں جبریل  
 مرے گھر کی امید لو اس نکات  
 کہو یا تے کیوں بے نکل جانوں  
 کہے جبریل یوں مری باسن ۱۲۱۰  
 دوجی یک انگوٹھی ہے اس تخت  
 کہ اس میں تجھے نفع ہی ہو گی  
 بھی لے توں پس پاس وریسا  
 توں جس باٹ آیا ہے اے مردنا  
 مجھے جبریل یوں کئے حکم جب  
 یکا یک دسی او جو انگشتی  
 ییاں او انگشتی جلد تر  
 مجھے حکم بھی تھا سو اور یساں  
 حج انگشت میں دیک انگشتی  
 بلا یاں اتھیاں گرچہ بے تاب سو  
 مرا کام سب مرقی سوں پچھا  
 مرے دل میں یو کچ نہ تھا قائل  
 پھر یا رخ و محنت سو میں رات  
 خلاصی بلا یاں کیوں پاؤں  
 انا کام یک کر مری بات سن  
 سوتوں او انگوٹھی اچا بیکو چل  
 سو تج مشکل آسان سب ہو گیا  
 جو اس از دھار پٹیا او جوان  
 اسی باٹ سو پھر کو جانوں نشا  
 دھونڈیا تخت تل میں انگوٹی کون  
 کہ جس سوں نخل زہرہ و مشتری  
 کیا کام جبریل کے حکم پر  
 او چا بیکو واسے ہو ایں رواں  
 لگی اس بلا یاں کو سب تھر تھری  
 او سوں دیاں با آداب سوں



دیاں باٹ ہونرم مجھ دیک کر      نہ حملہ کیاں کچ بھی میرے اوپر  
 دیکھیا میں عجب اس انگوٹی میں کام      بھرے تھے گور اسم اعظم تمام  
 اومارگ تو تھے سب یاں کے کھان      کہ جہاں تے سلا نہ جاوے گماں  
 ولے حق تعالیٰ کے آوصارتے      سلامت گیا بھار اس ٹھارتے  
 اتنا ساقی او شاہد گلزار      ملا لیا کوشیشے کے پرتے بہار  
 جوشیشے میں ہے اومی لعل گوں      کہ پردے منے خوب محبوب جو

## مقام نہم

معانی کا رخواں لیا تھا بہار      لطافت اس حور کوں اس ستوار  
 جو بولے نیم انصاری سکل      مقام نہم اس وضع بے بدل  
 کہ آیا میں جب اس محلاں بھار      رکھیا باٹ پر تب قدم استوار  
 چلیا دک میں رک دلیں آؤڈہ ۱۳۳      جنگل چنگل کوہ پر کوہ میں  
 کتبک روز بعد از ہوا جگ گز      یکا نیک یک سبز صحرا اُپر  
 دیا محلوں صحرائیں یک محل      جوتھا خوش نمائی منے بے بدل  
 کیا جب محل پر نظر سولہو      دیکھیا اس پو یک دختر خوب رو

دسی یوں بلند اس تھجے کے پر  
 کہ جو آسماں پر پنم کا چندر  
 اتھی سینے تک تک جوں پری  
 ولے کاں پری میں تیری دلبر  
 او دختر مجھے دیک اتری تیار  
 مراناؤں لے محکوں لی پکار  
 کہ آو تمہیں انصاری دہر  
 مجھے تجھ کوں یک پوچھنا ہے خبر  
 کہ او دیو تجھ کوں لجا یا اتھا  
 ہوس خام دل میں پکا یا اتھا  
 سلہاں کی رک سلطنت پر ہو  
 لجا یا اتھا متنا کوں ہمراہ پس  
 سو سچ بول واں جو لجا یا تجھے ۱۲۴  
 ہوا کیا اسے سو خبر دے مجھے  
 جب اس بھانت سو پوچھی مجھے  
 میں دیکھیا سو قصہ کہا سب عیاں  
 سنی جب سلیمان کے تخت تل  
 دیا جو انے اُس انگوٹی بدل  
 کہی تب کی بارگئی دھاسوں  
 منع کی تھی میں سکوں اس باسو  
 کہ ہنر سلیمان میں حق کے رسول  
 مری بات ناسکو شوخی سنگات  
 گویا ہو گیا او پس جیو پوگھات  
 بزرگاں سوں چلتا جو گئی بے  
 جو گئی آسماں پر اوڑا نا ہے خاک  
 توں حدتے نہ رک بھارا اپنا قدم  
 پس دل کوں سکلا او بے مہم  
 سکلا



جو کئی اپنے دل سوختر دار نہیں کسی کے کہے سوا ادب دار نہیں  
 پس کون پی جن سکایا ادب ۱۲۵۰ وہی جگ میں خاص مقبول رہ  
 کہی جب اولیہ نے باتاں سوا کیا اس پو میں فریں بے شمار  
 بزاں اس کوں پو چھیا کہ اے نیک مراناں تو کیوں پچھانی اتاں  
 لطافت سو یوں تب ہی مجھ جوا کہ توریت کی میں پڑی ہوئی تبا  
 کہ دیکھی ہوں توریت میں یو خیر کہ انسان کا یاں نہ ہوے گذر  
 محمد بنی کا لکڑا ایک یار جو اس ناں اچھیکا نیم انصا  
 اسی شخص کا ہو گیا یاں گذر بکھرے گذر کوئی دوسرا بشر  
 موافق خبر کے پچھانی تھے اتاں یک نخسوں عرض ہے مجھے  
 کہ توریت ہے حق تعالیٰ کی بات محمد کی دیکھی ہوں اس میں صفا  
 محمد بنی سرور سرور اں حبیب خدا ختم پیغمبر اں  
 بنی سب ستارے ہیں آفتاب ۱۲۶۰ دو عالم کوں اس پر نور تاب  
 سکل انبیاء کے اوسر تاج ہے کہ جس کوں شرف حق تے معراج  
 محمد کوں ہے سب نبیاں پر شرف اس اہم کوں سب امتا پر شرف  
 میں نے جو منگتی ہوں اس میں کہ جل پر نہیں بات کچ بن میں

کہ کلمہ شہادت سکاؤ مجھے      سو اس دین کی رہ دکھاؤ مجھے  
 سعادت منے راست پایا سے      کہ کلمہ شہادت سکا یا اسے  
 جب اس دل میں روشن ہو اوجہ راغ      دل اس کا خوشی سو ہوا باغ  
 بزاں اس کو بولیا کہ اسے ہم پر      توں یاں آئی ہے کیو سو مج و خیر  
 کہی میں ہوں یک دستر بادشاہ      کہ تھا صاحب تخت تاج و کلا  
 جسے خیل لشکر اٹھا بے شمار      اتھے حکم تل اس کے کئی شہریا  
 مری ماں مٹتی بھوت جیال ۱۲۰۰      نہ تھی حسن میں کوئی اس کی مثال  
 مریاں کے میں پیٹ میں جب اتھی      جو بودیو پر فتنہ و لعنتی  
 ہوا عاشق اسکا جو دیکھیا جمال      ار اکر اسے لیا رکھیا یا بنجھا  
 سو میں یا بچہ پنچی ہوا بیکشت      مری ماں کتیک دیس کوں موی دفا  
 رکھیا مجھ کوں و دیو جوئے تن <sup>ہیں پیدا ہوئے</sup>      سو پالیا نے مجھ کوں دستر من  
 جتنے دیو یاں جو تیز و جیل      دیا سب کوں کر زیر مجھ حکم تل  
 بزاں سب یوقصہ مجھے بول کر      چلی لیکو مجھ اس محل کے اپر  
 رکھی مجھ کتیک روزا و نیک نام      سو مہاں نوازی بجا لیا تمام  
 ہوا مست اس پیار کے جام سو      رھیا واں کتیک روز آرام سو



کتیک دن ہو بعد ازاں ایک روز کہ اس کو لے وختہ دل فروز  
 خبر لے آیا کچھ مرے حال تھے ۱۲۸۰ کہ چھوڑا ہو گھر دار کی سال تھے  
 جتنی بات چلتا ہو میں قصد کر نہ پاتا ہوں میرے وطن کی خبر  
 مراد لاکھ غم سوں پامال ہے ایک ایک روز مجھ پر کتیک سال  
 سخی جب مر حال کی بو خبر انجو میگ بر سائی مجھ حال پر  
 کہی تب لاسے سو خوشحال چہ نکو توں انا غم سوں پامال چہ  
 ترے گھر کوں دوسو برس کی ہے با توں بے غم ہوا بل کو کر اچا  
 کہ ایسے ہیں دیواں مگر بل منے جوانیڑایں تجھ گھر کوں یک بل منے  
 بیتی دور سن بات بے اختیار مرا حال غم سوں ہوا زار زار  
 سو فی الحال مجھ حال یو دیک کر مری حاضر یک دیو چالاک تر  
 مری اس کوں تا کید تیرے حیات کہ انیڑا مدینہ کوں انکوں شتاب  
 نکو کر توں اس تا میں کچھ درنگ ۱۲۹۰ شتابی سوں جا چو پرندہ رنگ  
 کہا دیو او باٹ بی دور ہے یوں جاں شتابی سو مخدور ہے  
 سو ہفتے میں یک دن تلک جا نکا انکوں سوانیڑا کو پھر اوں گا  
 بزاں لطف ہو پر پیار سوا و رکار مری مجھ کوں س دیو او پر سوار

مجھے لے آریا و اتنے اوبہ نصا  
 ہو ایں جو یک تند بارے مثال  
 سو گئی دور لگ جا کو اید گھر  
 کیا قصد میری ہلاکی او پر  
 مجہ انگشت میں تھی او انگشتی  
 دعا مجہ سکائی تھی او پیر پری  
 یو دو چیز کام آئے اس وقت  
 تو او دیو نیں دے کیا مجہ خیر  
 ولے لے چلیا اس دریا کے خن  
 کہ جاں جھاڑ چھٹ کر ڈیے بھوت  
 مجھے ایک تختے پو پر ور دکار  
 رکھا لیا اتھا اس سمندر تے بھا  
 رھیآ کو آخر اسی کوہ پر ۱۳۰۰  
 کہ کشتی بھٹی تھی جسے بیٹھ کر  
 سو اس کوہ دریا کوں میں یک  
 کھا دل میں یارب تینا ملک سب  
 پھر اگر قضا محکوں لیائی ہے یا  
 سوال قصہ اس غم سو ہزار نا  
 مرے گھر کوں لے چل مجے ننگ  
 یوں کر سوں یوں دیا مجہ جو  
 ولے یک قوی سخت دیو عظیم  
 سو اس کوہ کے سین پر ہے مقیم  
 مجے ہو رتجے دیک او ہولناک  
 مجے ہو رتجے ل کر لگا ہلاک  
 دو جی باٹ بھی نہیں جو سن باٹوں  
 بڑی فکر ہے یاں کیوں باپاؤں  
 کیوں



یوں بات بوجھیا اُسے میں نشتا جو کرنا اتنا کجا سودے مجھ جواب  
 کہا ہے انگوٹی تجھ انگشت میں ۱۳۱۰ سودا ایک ساعت مرثیہ میں  
 جو تواس انگوٹی کوں ہمت دے کر کرو نکائیں اس دیو پر تے گزر  
 ترے گھر کوں پڑاؤ نکا تجھ بھال نہ کر فکر دے ملک انگوٹی اتال  
 مرے گھر کوں جانے کی امید صر دیا او انگوٹی اسے کارگر  
 انگوٹی چڑی دیو کے ہات جب دغا دیو مجھ کوں گیا چھوڑ تب  
 لگی بید اول تے مجھ تھر تھری جو کھویا عنایت کی انگشتی  
 تاسف سوں چاہیا ہیں باتیں کہ اپنی دغا سوں ہوامات میں  
 اسی بھانت سوں لے پشیمان ولے تب نتھا اس درد کوں دوا  
 چلیا چار ناچار دل سخت تر جو اپڑیا میں اس کوہ کی سپین  
 دیا مجھ کوں اس کوہ پر ناگہاں عجب تخت یک سور ساز و فنا  
 جو بیٹھا انتھا اس تخت کے اپر ۱۳۲۰ سو یک دیو بد شکل ناپاک تر  
 کہ اس کا سیاہی من تھا سیاہ اوقوہ میں تنہا اتھا یک سپاہ  
 جسے دست جو شاخ یا بیخ سخت تناور اتھا جوں تناور درخت  
 اتھی سونڈا سکوں ہتی کے من ہتی جس انگے تھا بتی کے من  
 ہتی

ششانی سوں دوڑیا مجھے دیک کر  
 کیا قصد میری ہلاکی اوپر  
 غضب سو پکڑ مجھ کو لے ناپکار  
 سٹیاوانتے بھر کا کو ڈونگر تار  
 پڑیا میں دعا پیر پر پی کی تب  
 سلامت رکھیا حق نے مجھ اس  
 بلندی میں اوکوہ تھا جو اکاس  
 پڑے پر نہ چور سے نہ ہر نہ ہاں  
 لیکن خدا تھا نگہب ان مجھ  
 ویا اس برکت سو جو دال مجھ  
 بڑاں ہو کو کئی وقت کوں میں شیار  
 کیاواں تے نہ ہاں سفر اختیار  
 سو کی منزل لگت تھا محلوں ۱۳۳  
 بحر ذکر تھی الذی لا یقوت  
 بڑے بھاگ حق جس کوں ساتی تھے  
 نہیں ڈر جسے یونگاتی اچھے  
 اتنا ساتی اس روح کوں پراں  
 اس آخر زمانے کے قتیبا کوں باں  
 جو تانا سکی منی سوں میں ساندر  
 سٹوں غم کے دجال کوں باندر  
 سٹوں غم کے دجال کوں باندر

## مقام دہم

قلم بوجو دھرتا ہے شیریں رنگا  
 رکھیا گھول اس تابینوں نہا  
 کہ حضرت علی سوں کے آشکا  
 مقام دہم کوں تمیسم انصار  
 جو کی دن چلیا یونچہ مجھ دھیان  
 کہ ناگادیک دن بیابان میں  
 یوں ہی



دیا ایک عجب چھڑا عجیب سا وار      کہ جس چھاؤں میں میں کئی سو وار  
 سو آرام آسودگی کے بدل      گیا میں ششابی سول اس کو تل  
 دکھیا میں جو باند میں اس چھڑا      زنجیر اس کس کس کو یک یو کوں  
 دسے یو ستر و جول مذکار رات ۱۳۴۰      اتھا یوم تے یوم ناپاک ذات  
 مجھے دیک اودیو بولیا پکار      کہ ہاں خوش توں لچا تے نیم نصار  
 ترا شہر تو یاں تے نزدیکی جا      نکورک توں اس یا میں کچ گما  
 پوچھیا میں سے کیا سبب تھے      بندے ہیں سچ جاب و توں مجھے  
 کہا ایک پڑا بھوت سخت کام      سواستے بندے ہیں مجھے یادام  
 ولے تھے مجھے تجھ سو لیک سوال      جواباں توں اسکے مجھے دے اناں  
 مجھے اسکی نیت کی میں تھی خبر      جو نیت میں اس زہر ہے یا شکر  
 سوال قصہ اودیو سرگشتہ حال      کیا اس وضع مجھ سول ول سوا  
 کہ جگ میں خدا کے نبی ہیں جیٹا      کہا میں کسے اس جہا سول وقت  
 بھی پوچھیا کہ جھوٹے گواہ ہوتا رہا      زنا ہور گھوڑے پو عورت سوار  
 یوسب فعل ہوتے ہیں یا میں سو جا ۱۳۵۰      مجھے بول تحقیق اسے مرد شباب  
 کہا میں یو دیناں میں تو میں کام      یوسن جواب اودیو صورت حرام





کہا میں فرشتہ ہوں لاشک بقیہیں      سو دجال مرد و دہے پولیس میں  
 یو آخر زمانے میں بھار آریگا      سو کی خلق اس تے دعا کھایگا  
 قیامت کے آنے کا سیوٹ نشا      سو اس کا نکلنا ہے سچ دل میں  
 کرینگے اتنے قتل مہدی مام      ۱۳۰ اچھو حق تے نازل انوں پر سلام  
 اگر میں نہ آتا تو بھونناک      کیا تھا ترمی جیو سوں پنج ہلاک  
 یو سب بھیدا وجب کیا آشکار      کیا اس پوس آفریں بے شمار  
 پوچھیا تب کہ میں کس طرف جاؤں      کہا نیٹ قبلہ طرف ہو رواں  
 چلیا میں کتیک روز و اسوں      نہ کھانے کوں کھانا نہ پینے کوں  
 پڑیا تھا اوک غم تے مج دلیشور      نہ ہاتاں میں قوت نہ پاواں میں  
 عجب مجھ پونجی اتھی رات پس      نہ اکثر کھڑیا کس پوایا پس  
 نہ آرام تن کوں نہ دل کوں نشا      چلیا میں اسی وجہ دین رات  
 انا سا قیالیا اور نگیں مدن      شہید اں کے مانند خونی کفن  
 کہنا اسکی مستی سوں ہو کر سعید      پر م کی اچھوں بیج کایں شہید

### مقام یازدہم

فرست کے صرف نے سر سیر ۳۸ کیسازر کوں یوں اس کوٹی پر

کہ بولے ہیں یوں یازدہم مقام  
 جو گئی روز بعد از مجھے یک محل  
 گیا اس محل پاس میں دوڑ کر  
 لکھے تھے سویوں فضل پر خط  
 پڑیا تب مہارک او خط بے حجاب  
 بزاں میں گیا اس محل کے بھنجر  
 سنے کے اٹھے خاصا و سب محل  
 سویا قوت ہو رعل مر جان سو  
 بلندی میں ہر یک محل جو گنگ  
 رکھے تھے وہاں یکندوری سنوار  
 سو اس بچا الوان نعمت کے خوان  
 میں جا اس کندوری پوکھا بام  
 چلیا و اتے اب کر شابی بدل  
 چونا گاہ واں ایک صوفی جھار  
 جو اسب محلاں میں خوش رنگ تھا  
 جو دیکھا پانچھیاں ناسے کس کے کان  
 پیرا آب شیریں تے اس ایک جام  
 پھر یا او مکمل محلاں سکل  
 دیا ایک حجر احو امر زگار  
 سکل نقش جوں نقش ارزنگ تھا  
 تیم انصاری نے اے نیک نام  
 دیا یک بیابان میں بے بدل  
 دیکھا وروپ اس فضل یک سخت تر  
 کہ ہے عرش تا فرش سجان یک  
 پڑیا فضل اس تے اپی کھل شباب  
 دیکھا کئی محل یکے یک خوب تر  
 مرصع کرے تھے اسے بے بدل  
 چڑے تھے محلاں او گنگان سو  
 زمیں فراخی میں ہر یک انگن  
 بھی پانی کے کوزے کتیک بشما  
 جو دیکھا پانچھیاں ناسے کس کے کان  
 پیرا آب شیریں تے اس ایک جام  
 پھر یا او مکمل محلاں سکل  
 دیا ایک حجر احو امر زگار  
 سکل نقش جوں نقش ارزنگ تھا



جتنے نقش اسکے سوکشتن دیں      جو اہر تندیوں تے روشن دیں  
 اتھا پروہ سیراوس درپو ایک      فلک سبز حیراں تھا جس کوں یک  
 سو پروے پوا خوش جھلک دیک      اوچاٹ کو پروہ گیا میں بھنر  
 کتیک تن دکھیا اس میں زخمی تھے      اٹھا ہٹا دھڑاں تھے ولے حیوان میں نہ تھے  
 اگرچہ نہ تھا جیو ولے سر سیر بہم      دسے تن تھے جیو من جلوہ گر  
 ہتیاراں پونجیہ کئے تھے سکل      نوں بولے اتا آئے ہیں دل کھنڈ  
 رہن گس کوتاں طہو کی لالی سول      شجاعت میں ہر یک دسین باکمال  
 سو میں واں تھکیا حال او دیک      جو ایسے میں واں بھی دسیا ایک  
 سو اس دار پر تھے سواراں چار      مکر باند ہتیار شمشیر وار  
 ڈریا میں سواراں کوں واں یک      جو بولنگے مجہ توں کے آیا بھنر  
 جواتے میں حج دیک چار و سوا      مرانا نوں لے محکوں بولے پکار  
 کہ توں گھر کی تیرے کو فکر کر      جو یا تے ترا گھر ہے نزدیک تر  
 بزاں میں بھی خوش ہوا نوں کلام      کیا ہور پوچھیا پو قصہ تمام  
 سو بولو جو یو کون ہیں کشنگاں      نہیں کون ہیں جو کھڑے ہیں یا  
 یوسن یوں دے جا چلا رو سوار ۱۴۱۰      کہ یو کشنگاں ہیں ہمیر کے یا  
 جواب

کہ حق کے بدلے یو ہو میں شہید  
 یقین جان توں اے نیم انصاف  
 جہاں جگ میں تھے نوح اے نیک نام  
 کندوری جو یاں ایک کسر میں نوار  
 سو لوگ آ کو کھاتے ہیں و طعام  
 بزاں ان سو بولیا مر احوال میں  
 گھٹیا باٹ چلتے مرا جان و تن  
 کہے گرتوں تیلے طرف جا گیا  
 دلا سے سوں یو جب کے مجھ تو آ  
 چلیا جلد ہو واں تے اند وہیں ۱۴۲۰  
 کتیک رات دن یوں کے جب گذر  
 ہر یک جھاڑ سو سبز جوں فوں بہا  
 درختاں جو پاتاں سوں باندھے نقاب  
 سورگ بن جو تھی دھوپاں با  
 سولالے کے باقوت جیسے چمن  
 جو دو نو جہاں میں ہو میں سعید  
 ہیں ہیں خدا کے فرشتے چہار  
 تیداں سوں نگہ دار ہیں یاں مدام  
 کہتے ہیں کہ فردوس لیا ہے بھا  
 ولے کم نہ ہوتا ہے اے نیک نام  
 کہ بچھڑیا ہوں مجھ گھرتے کی سال  
 پنا یا ولے باٹ گھر کے رخن  
 ترے لوگ سب کے سوتوں پا گیا  
 دعا کر کو ان کوں چلیا تب نشا  
 ہر یک شاخ طوبیٰ من بار دار  
 نہ دیگی زمیں او کیدی آفتاب  
 اتھا عشق تے فرش لگ سبز نگ  
 سو نیل من سب یو نقشے کے بن



دس زکس اس یوں چن خوب کے      جو جھلکے نین خوب محبوب کے  
 لٹک سنبل یوں گل لال پر      کہ جوں زلف محبوب کے گال پر  
 پیالے سولالے کے بھرتے ہیں      ڈولیں باو سوشاخ بتاں نین  
 کنول کھل کو اس تھانے      کہ عود سورتے عود کا جو دھنور  
 چمن میں رکھل کو سار گالاں ۱۴۳۰ خوش آواز تھیاں اس پر پلبلا  
 پکارے کتے فاختے سر سری      ہنسے کس طرف خوش ہو کبک دی  
 اتھے خوش نما اس میں شمشادوڑ      سو قمری پود راج کبک و مڈو  
 اناراں جو تھے بے بدل تو کچے      سو حق اٹھے عمل یا قوت کے  
 پکیاں خمر کاں پو دسینا بار      سو کچن کے جوں بہیکلاں تادار  
 دھریں خوشے انگور کے سبز بیل      گنگ سبزیں جوں شریاکی جھیل  
 سو میو تھے اس بہانی سرخیں      نہ کاناں سے کوئی دیکھے نین  
 درختاں ہزاراں جن کے تھے با      سو میو تھے یوشاخ پر کئی ہزار  
 سکل کا لوی چوروا تھے سو واں      سو پیارے لگے جو نہ عمر رواں  
 دسے سبزی میں یوں صاف جل      رُپے کے زمرہ کے تختے پو جل  
 دس جھار چشماں یوں ۱۴۴۰ کہ جوں خضر امرت کے چستے پر  
 چشموں

عجب خوشناسبز او باغ تھا  
ارم دل میں جس باغ کا داغ تھا  
پھر یا باغ جب میں تاشے دل  
دسے واں بڈے مرویک جھار  
جو بیٹے تھے تسبیح کے <sup>دھیان</sup> دھیان  
دیں پیر او پارہ نور سے  
سو مک صبح ہو رہاں کافور سے  
انگے جا کو ان کو کیا میں سلام  
علیکی مجھے دیکو اونیک نام  
کہے ہے توں او جو گونا گونا گیا  
کہا ہوا ہوں میں اے نیک نام  
کہے ہنس لاسے سواے مرویک  
سنے تو کروں عرض قصہ تمام  
کہ جا تو انجے چپڑو کرو دیک  
میں گے تنجے یکو جے پیر مرد  
انوپاس تنجے حال کا بول درد  
ترا ان سو خاطر نشاں ہو گیا  
۱۴۵۔ سکل مشکل آسان واں ہو گیا  
جب اس نتجاسوں و کہے مجھ نشاں  
و داغ ہو کو واں ہو میں  
اتنا ساقی آتوں کہ اے دل ملو  
بجز مے نہ کرتا ہے کس کوں قبول  
اتنا آتوں اے ساقی حضر کن  
پلا جام او آب جیواں من  
کہ تا اسکی منی سو پا میں جتا  
اچھوں خوش سدا مل عزیزاں گتا



## مقام دوازدهم

مرے دل نے تعلیم لے خضرِ پیا  
 کیا سبزیوں اس بیان کا لباس  
 کہ اپنا کہے بارواں یوں مقام  
 تیمم الضاری علی سوں تمام  
 کہ واں تے چلیا چاروں چار  
 سو حق کا مدرہ نہالے سنگات  
 یکا یک دکھیا ایک صحرا پر  
 سو یک باغ فردوس جلوہ گر  
 اگر ہو چندن ہو صندل کے جھا  
 سرب آنک کھینچے تھے چو گرد باڑ  
 نظر جاں تلک جاواں حسن ۱۴۶۰  
 زمین سب سے سبز طوطی من  
 توں بولے بچھا تھے بھرتا ط  
 زمین پر سکل عقیقہ کا بساط  
 ویں اوس پہلے سبزے پر  
 ہرے پاج کے جوں یوروئے گہر  
 اتھے بونڈ بنم کے لالے پویوں  
 بھلکتے تارے شفق میں تے جوں  
 تنکے سبز سبزی میں اس دیکھ ہر  
 مدن کے چمن میں جوں آہو من  
 گلاں سوں زمین سبز سب گماں  
 د سے جوں تاریاں سوں سبز سا  
 اتھے لال ہر ایک گل شاخ پر  
 صراحی مے نعل کی سربہر  
 مے ناب بنم اتھی جوں گلاب  
 چھکے مین زگرے کے پی پی شراب  
 ڈو لیں باو سو گل کے کئی شاخ جھا  
 مدن پی کو جوں نازنی گل عذار  
 نازنین

دس سسُرخ گل سبز ڈالے منے      رخ خوب جوں سبز والے منے  
 اتھے سرخ گلزار کے پات بے      کہ جوں بیان کھلے سو خوباں گئے  
 ۹ نئے جھونکے منے ہر رخ      بنفشے رکھے سر عروساں من  
 کنول پر دس پر پیارے بہور      کہ جوں پیام ابرو کنول میں پر  
 اگر بچی کے پیچہ یوں پر نگار      کہ ہندی سوں جوں نیچہ گلزار  
 جتے عشق پیچے اتھے خوش نظر      میں عشق کے پیچہ میں سرسیر  
 ہزاراں کھلے ارغواں کے چین      ہزاراں پھلے نسترن ہو سمن  
 اتھے خوشنما گل ہر یک ڈال کے      ضمیراں ہو رنبل ہو گل لال کے  
 گلابی گلاں کے کھلے کئی چین      پھلے یاسمین ہو رکھلے یاسمن  
 بنیاں کوڑیاں کے جو آس پاس      کئے تھے اپن ہامن کا لباس  
 دس جھار چنپائے یورپ سوں      کہ جوں لاجہ وروی طلا و صوپ  
 کھلے مکہ پوار گند سوں سینوتی      ۱۴ پھلے جائے جوئی سول رینوتی  
 کھلے کئی وضع کے گلاب چاؤ سوں      جھڑے کئی وضع کے پتے باؤسوں  
 رنگارنگ پھولوں کی جھڑ جھڑ      زمین رہی سوزنگ امنی مدتی  
 گلاں پر سوں جو چوکے شہنم کی قم      چین واکس سب ہوئے تھے جہم



ملا کر نوے چاند سے ایک ٹھا  
 دھر تھے ہر یک بند پانہ سنوار  
 بھی ایسے تھے کئی پھل لے ہر خن  
 بچا کی زباں کس نہ دیکھے مین  
 بیتے ہر طرف جھاڑ تھے باردار  
 جو نا کر سکے کوئی ان کا شمار  
 بیتے ڈاٹ جھاڑاں سو جھاڑاں  
 جو چھڑے چوں مل کو لگتے گلے  
 سو کئی جھاڑ میوے کے تھے باردار  
 جتے پایہ داراں نے سایہ دار  
 سعادات میوے ادک بار تھے  
 سوامرت کے چنتے ہر یک ٹھاڑ تھے  
 اتھے قد لبر سے شمشاد کئی ۱۴۹۰ الف سار کے سرو آزا د کئی  
 درختاں جتے خضر سے حلہ پوش  
 ہر یک چشمہ لذت میں چوں آب پوش  
 جتے جل کے چشمے و تھیو کے قوت  
 کریں ذکر حیی الذی لا یموت  
 دیں کا لوی سبز سبزے میں یوں  
 پٹیاں میں عروساں کے بے مانگ جو  
 کنارے سونائے کے سبزے سو بھر  
 دیں جل میں سبزی سو یا بنیاں  
 پھر میں جل جو کر موج سو غلغلہ  
 صفا دل میں فردوس کا جوں حال  
 چلاوے ہر یک عشق کا سلسلہ  
 دیں بھویرا پر موج ہر رو کا  
 چھیاں قصہ کہ تیاں جوں مل  
 پینے خضر جوں ذرہ داود کا  
 کئے بن بجاوے جوتال ہو مند

دھڑھڑ چھی واں کی ایسا ہنر      کولائی کریں کیا کولاٹ اس پر  
 دھکت خوش ادا اس مچھانکا کل ۱۵۰۰ گنگن کی چھی او گئی ہے پکل  
 تریں جل میں شمال گردن قرار      بنگلے بدقن او لبیا ہور قرار  
 اتھے کئی پرندہ جو واں سر سپر      کہ جوں حلقہ پوشاں میں کوثر پر  
 کہے توں دختاں اس جل سنگا      کہ او خضر ہور یو ہے آجیات  
 عجب خوش لگے جھار چنمے پر      سو آواز مرغیاں کا شاخاں پر  
 جتے مرغ رنگاں خوش رنگ تھے      ادا میں گلے سب کے جوں چنگ تھے  
 ہرے لال مرغیاں سر شاخاں      دیں سبز ہور سرخ جو نو بہاں  
 ہر کی شاخ پر مرغ کی خوشنما      رہے تھے خوش آواز ہو کر ہما  
 خوش الحان مرغیاں تھے بے حسا      زبلاں کھو ہور انکے چنگ رباب  
 سو مینا ٹوری و کبک درمی      بھی نور سچاں مل فاختے صصری  
 کریں گل پو بل شتا بے شمار ۱۵۱۰ ہزاراں پڑیں انساں کئی ہزار  
 سو مہوراں لگے ناچنے دیکر      پیٹہ کرے پو پیو اس سمور  
 خوش آواز قمریاں کیاں شکا      رجبیاں کوک تیاں کیلاں رٹھار  
 خوشیاں کراہیں دلیں ہر یار کا      ہنسنے ہنسنے ہنساویک گلزار کا



خوش آواز قمریاں ہیں دراج کا      بدھاوا تھا باغ کے کاج کا  
 عجب باغ سرسبز تھا سرسبز      فراخی منے جا جاں لگ نظر  
 اتھا ہر چمن اس میں کئی کوس کا      توں بونہو نہ تھا فردوس کا  
 اچھے کیوں نہ یوں جلوہ گراؤ چمن      کہ عاشق کے آرام کا تھا وطن  
 نظر ہو ردل کوں سو سنجے شرف      کیا باغ میں سیر میں ہر طرف  
 یکا یک وال دیکھا بھی یک مرد پر      جو بیٹھے تھے قبلے طرف سب جھیر  
 دسے مک تنجلی سوں سورج من ۱۵۲۰      سکل بال اجلے دسینوں کرن  
 سراپا تھا سب اس کا لباس      محبت دسے ان میں ات بقیا  
 دسے سبز کسوت میں لکے سوناب      فلک سبز میں جوں دسے آفتاب  
 توجہ رک انہوں اس کا تمام      انکے جا ادب سوں کیا میں سلام  
 علیکی مجھے دے کو او کام کا      کہے اب توں جا انیم انصار  
 بڑا انکے نزدیک جا ادب      کیا عرض ان سوں مرا حال سب  
 جو کئی سال میر پو جو حال ہے      ہر یک طاس میر پو کئی سال  
 یو غم مجھ ہے ڈو نہ ہر یک بال      ہر یک بال شاہد ہے مجھ حال  
 نہیں بال کاٹے بھر پایا یوتن      ہوا تن درخت میں غیلاں من

اگلی ہے سینہ مرا سرسبز  
 دھواں ہے ہر یک بال مجھ پر  
 گھرے تختیاں مجھ پوکی و مبہم  
 ۵۳۰ کنارِ سوسوں کنارِ دو غم  
 اچھینکے مرے آل اہل و عیال  
 بچھڑنے تے میرے پریشان حال  
 مرے دیکے میوے مچ اٹھیا گئے  
 ہوئے کئی برس جو مجھ تے دور  
 ادک اس سبب غم تے میچ رہا  
 جو حضرت روضے سوں میں دور  
 کدیاں ہو یارب جو ایسا سبب  
 کروں خاک اس سر پودیدیا میں  
 یوں حال اوپر فرخندہ ذات  
 دئے جاب یوں مجھ دلا سنگات  
 کہ توں کچھ کو اچھ پریشان حال  
 ترا گھر ہے نزدیک بابتے آمال  
 ترے گھر کوں میں بھیج دیتا جان  
 اڑنے میں تیرے مکور گمان  
 اول جانوں اس باغ میں سیر کر  
 سو میوے یاں تے توں سیر ہو سر  
 بزاں بھی سو پھر یاخیز آؤں حال  
 کہ تیرے گھر کوں اڑا دیاں  
 گیا وائے اس باغ کے جلد تر  
 کتیک توڑ میوے تناول کیا  
 کتیک دور اس ٹاٹ جھڑاں  
 کیا ایک واں یک کنارے رخ  
 سو یک پاک چشمتے پانی پیا  
 اٹھی پیٹ خم راست مانند چنگ  
 دیکھا میں جو بیٹھی ہیں یک پیر  
 اٹھی پیٹ خم راست مانند چنگ  
 انجھیاں سیر نہ کل ہو زشت  
 دیکھا میں جو بیٹھی ہیں یک پیر  
 اٹھی پیٹ خم راست مانند چنگ  
 انجھیاں سیر نہ کل ہو زشت



سیر رنگ بد شکل اس آنک پر  
 اغنی کسوت ابریشمیں خوب تر  
 سو مینی اغنی رنگ پر کئی ہزار  
 مکمل جو اہر سو پستان ستوار  
 بھی موتیاں کی تسبیح اس ہاتھ  
 پھراتی تھی منکے سنا بول کر  
 انکے جاسلام اس کہا میں نہ تہ  
 غوری سو دیکھی نہ دے مج خوا  
 نظر کی حقارت سو جب مجہ رخ  
 کہاتب میں غصے سوائے پیرن  
 ترے تے بوڑے لوگ سار تمام  
 ادب سات میرا لئے ہیں سلام  
 کہ توں کون کیا ہے بڑائی تجھے ۱۵۵  
 اکہ ہرگز علیکی نہ وی توں مجھے  
 میں کئی دھات پوچھیا اسے بات  
 نہ وی جاب مجہ کوں سو پیرن  
 و لیکن یک وازواں آشکار  
 ہوا یوں کہ ہاں اے نیم انصاف  
 ہلا کی سوں منگتا ہے شوخی کی بات  
 جیتی تندی کرتا ہے اسکے سنگات  
 جیتی بات کرتے تجھے کیا مجال  
 انا میگ جاتوں اسکوں سنجھا  
 سنیا جب میں وازا ہوں ناک  
 ہوا دل مرا ہولتے چاک چاک  
 ہو واجب اس آواز تے مجہ ہر اس  
 گہا جلد میں پھر کو اس پیر پاس  
 ادب بات پوچھیا انوسوں ال  
 کہا میں کہ اے پیر فرخندہ فال  
 سوالاں ہیں یک چار حیرت ال پر  
 جو اسکے جواباں کہو کھول کر

اول یک جو تم کون ہیں کہو      تمن چھانوں مجہ سر پو دایم رہو  
 دو جا او جو یو کون ہے بیرزن ۱۵۶۰ جو بیٹھی ہے اس باغ کے یک رخن  
 رتجا او جو آواز او ہولناک      سو کس کا اتھا مج کہو صاف پاک  
 بھی تناسوں مج یو ہے چو تھا سوال      جو او کون تھے پیر صاحب چال  
 جو بھیجے ہیں محکوں تمن پاس او      مرے گھر اڑنے کی دے آس او  
 سوالاں پوسن پیر سیکے شتاب      کہے سن بیاں وار ہر یک جواب  
 اول مجہ کوں پوچھیا کہ اے نیک      خضر ہوں نگہ بان آب حیات  
 دو جا سن جو بیٹھی سو او بیرزن      ہے دنیا کی صورت عجب اہزن  
 رہے ہے عروسی سوں اسپن سوار      عروس ایک داماد جن کی ہزار  
 او باناں جو ولے تجھے ہانک مار      سویا جوج ما جوج اسے بارغا  
 ملے تجھ تے اول جو او مرد پیر      سو الباس تھے پاک روشن ضمیر  
 سوالاں کے میرے سنیاجواب ۱۵۷۰ دعا کر کو پوچھیا تنب ان کون شتاب  
 جو یانتے مرا گھر کتی دور ہے      کہو مجہ کوں دل غم تے رنجور ہے  
 کہے گھر کوں پاتے تے کنیا نام      جو سو سال کے باٹ ہے و سلام  
 یونکو خبر میں ہوا زار زار      سبیا بر تمنے انجو بے شمار



کہے خضر مجھ کو نکو ڈراتاں کہ تجھ گھر کوں اپڑا یکا ذوالجلال  
 تو کر شکر سبحان کا بے عدد جو لیا یا تجھے یاں تلک کر مدد  
 جو کوئی یاں تلک تنجکوں لیا یا سو بھی تج مدد او کر یکا اتال  
 ترے دل میں بات تحقیق جان کہ تحقیق تجھ پر ہے حق مہربان  
 کتیک روز یا تجھ مرے پاس کہ لاشک تر پائے گا اس کوں  
 بزاں میں کتیک روز واں خضر پا رہیا یا علی گھر کی رک دلیں اس  
 یکا نیک یک روز واں بر ایک ۵۰۰ کیا خضر کوں اسلام علیک  
 پیچھے تب خضر نے اسے ابھا تجھے کاں رضا ہے پر سے اتال  
 کہا حکم ہے مجھ میں کے اپر رضا اس دے خضر فی الحال پر  
 بھی یک روز یک بر آیا مول کہے اس تجھے کاں رضا ہے مول  
 کہا روم پر ہے مجھے اب رضا اسے بھی دے خضر نے تب رضا  
 گیا وانستے او ابر بارے مثال بھی آیا کتیک دن پیچھے یک ابھا  
 سو تسلیم کر خضر کوں با شرف کہا حکم ہے مجھ مدینہ طرف  
 کہے اس کوں تب خضر فرخندہ فا کہ اپڑا توں اس مرد کوں ان اتال  
 کہ اس مرد کا ہے یہ میں ٹھانو انوکا تمیم انصاری ناو

بچھڑ گھر تے کی سال میں ازار  
 سو یوں بول کر تھو تا کید سا  
 بڑاں خضر کے حکم پر اوجھال  
 چلیا جلد کیا کوہ کیا دشت سا  
 معلق ہوا پر اختصار تیز رو  
 پون پر سگاسن میں اس ہوسوار  
 سو القصہ یک روز میں سیر کر  
 میں اترا یاد تے میں جٹ علی  
 کھلے جیو سوں میر سکل غم نے بند  
 خوشی سوں پس تن میں مایا ہیا  
 میں اڑیا جو مج گھر کوں شیر نر  
 مجھے خضر سار ہنہا حق دیا ۱۶۰۰  
 ہر یک بال میرا اگر ہو زباں  
 جو دکھلا تماشے مجھے کئی ہزار  
 سو کئی کئی بلا یاں رکھ مجھ متن  
 سودیکھے ہیں یو محنتاں بے شمار  
 دعا کر کو مجھ کوں دے اسکے ہات  
 پس پیٹ پر لے چلیا مج منجھال  
 ہر یک تل میں سو کوس تل سوار  
 سیلہاں کے تخت سا جلد رو  
 تماشے دکھیا میں ہزار اہزار  
 مجھے لیا اترا یاد تے بھتر  
 ہوئے مشکلاں سب مر منجھلی  
 ہوا عیش کوں دل کے میرا سند  
 پس میں اپنی میں سما ہنیں  
 سوا حاکم خضر کا مج اُپر  
 بھی آخر مشرف تمن سوں کیا  
 نکر سک سوں میں شکر حق کا پیا  
 پس معرفت کے ہنر بے شمار  
 بھی آخر کوں لیا یا مجھے جھوٹن



تن پاسے حیدر نیک نام  
 جو کچھ تھا سو قصہ کیا میں تمام  
 سے سر بسر یو جو قصہ عجب  
 عجب ہو رہے یار اصحاب  
 علی سن یونگین حکایت عیاں  
 پیہمہر پو صلوات پربعد ازاں  
 کہے راست قصہ ہے یو سر بسر  
 مجھے حق خدا کے بتی نے خبر  
 بڑاں ان کوں حمام فرما تباب  
 سورج کر کے دوری برق کا بھاب  
 بیچھاتے بڑاں ان کوں اصحاب  
 بجا لیاے سب مل کو انکا ادب  
 ہو اسب پو پورا زجب منجلی  
 بڑاں شاہ مرداں علی ولی  
 بڑاں انکی عورت انوکوں دے  
 ہوئے شاد تباہل مجلس تمام  
 دعا پر کے ختم سب والسلام  
 اتنا ساقیا عشق کا جام لبیا  
 سو او جام نیک کو مہر انجام لبیا  
 کہ نامل پیویں سب بڑاں کے ساتھ  
 جو ہے بزم خوش دل کے یار انگشت  
 بھلا اللہ از حسن توفیق رب  
 ہوا نظم دلخواہ یو ختم سب



MAJESTATE REGIAE



# ضمیمہ

”قصہ بے نظیر“ یا حضرت تیم الفصاری کی مہمات سے متعلق کئی قصے اور بھی لکھے گئے ہیں، جو نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہیں، اور مختلف مصنفین کے ہیں۔ ان میں سے مرتب کو جو قصے مل سکے، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(۱) قصہ تیم الفصاری۔ منظوم۔ جس کا ایک مخطوطہ عالمیہ نواب لاہور کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، سنہ ۱۰۹۸ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے مصنف کا نام واضح نہیں ہے صرف ذیل کا شعر ہے، جس سے مصنف کے نام کے متعلق کچھ قیاس قائم کیا جاسکتا ہے۔

کہ عاجز کبیرا ہے مکتب غلام      دھڑے یاد اللہ محمد کا نام  
اس قصے کا آغاز حسبِ ذیل شعر سے ہوتا ہے۔

صفت میں خدا کا کہوں ابتدا      نہ اس باج بھی کوئی دسر اخدا  
خاتمے کا شعر یہ ہے۔

یہ قصہ کیا ہوں میں تمت تمام      محمد نبی پر درود ہو سلام

”قصہ بے نظیر“ میں اور اس قصے میں بعض جزئی واقعات میں اختلافات ہیں۔ مثلاً حضرت تمیم کی بیوی جب خلیفہ کے دربار میں آتی ہے تو بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنے دو تین بچوں کو بھی ساتھ لاتی ہے۔ شعری اعتبار سے یہ کوئی اہم کارنامہ نہیں ہے۔

(۲) ”قصہ تمیم انصاری“ مصنفہ سید محی الدین قادری جعفری بن سید شمس الدین

قادری لنگوہی یہ قصہ نثر میں ہے۔ اس میں ”اور قصہ بے نظیر“ میں واقعات کی حد تک بہت کچھ اختلافات ہیں۔ اس قصے کا مخطوط بھی عالمیاب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳) ”قصہ تمیم انصاری“ مصنفہ غلام رسول، غلامی، ساکن کھمبات، منظم

سہ تصنیف ۱۳۱۸ھ اس قصے کا ذکر مقدمہ میں آچکا ہے۔







